رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

اخبار احمدیہ

ربوہ یکم جون بوقت ۸ بجے صبح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل دوپہر تک حضور کی طبیعت بہتر رہی بعدہ پیر بے چینی کی تکلیف ہوئی جو شام تک رہی۔ رات نیند آگئی اس وقت طبیعت ٹھیک ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۳ جون سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جس کتاب کو پاکستانی حکومت نے ضبط کیا تھا اس بارہ میں اخبار الفضل کے ذریعہ آج اطلاع موصول ہوئی کہ حکومت پاکستان نے کتاب کی ضبطی کے احکام واپس لے لئے ہیں۔ یہ اطلاع سب مقامی احباب جماعت کی دلی خوشی اور اطمینان کا موجب ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک و منہ علی الدوام

قادیان ۴ جون۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال الفضل اللہ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ

افریقہ میں وسیع پیمانے پر اسلام کی پیشقدمی جاری ہے،

برطانیہ کے لاٹ پادری ڈاکٹر رامزے کا اعتراف

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے عین مطابق آج آپ کے پیش کردہ علم کلام کی برکت اور جماعت احمدیہ کی مجاہدانہ کوششوں کے نتیجہ میں افریقہ کے مختلف علاقوں میں اسلام کو جو عظیم الشان فتوحات حاصل ہو رہی ہیں اس کا اعتراف حال ہی میں برطانیہ کے لاٹ پادری آرچ بشپ آف کنٹربری ڈاکٹر رامزے (Dr. Ramsey) نے بھی کیا ہے۔ انہوں نے گذشتہ ماہ ایسٹر کی تقریب کے موقع پر ایک ٹیلیویژن انٹرویو ایک ... جواب دیتے ہوئے اس امر کو تسلیم کیا کہ افریقہ میں بہت وسیع پیمانے پر پیشقدمی جاری ہے۔ اور وہ برابر آگے قدم بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ تاہم عیسائیت کی پے در پے اور مسلسل ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے انہوں نے اس سے اتفاق نہیں کیا کہ اسلام کی یہ پیشقدمی عیسائیت کے لئے خسارہ یا نقصان کا موجب ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام افریقہ کے عیسائی باشندوں میں نہیں بلکہ وہاں کے قدیمی مشرک اور توہم پرست طبقوں میں پھیل رہا ہے۔ ڈاکٹر رامزے کے اس ٹیلیویژن انٹرویو کی جو رپورٹ مشرقی افریقہ کے اخبار یوگنڈا آرگس (Uganda Argus) کی ۱۷ اپریل ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں شائع ہوئی تھی اس کا ایک اقتباس ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ اخبار مذکور نے جلی عنوانات کے تحت لکھا:-

" آرچ بشپ آف کنٹربری ڈاکٹر رامزے نے گذشتہ اتوار کے روز تسلیم کیا کہ افریقہ میں بہت وسیع پیمانے پر اسلام کی پیشقدمی جاری ہے۔ انہوں نے کہا تاہم اس کی یہ پیشقدمی عیسائیت کے لئے کسی خسارہ یا نقصان کا موجب نہیں کیونکہ اسلام افریقہ کے قدیم مشرک باشندوں میں پھیل رہا ہے (نہ کہ عیسائیوں میں) — ڈاکٹر رامزے ایسٹر سنڈے کی تقریب کے سلسلہ میں برطانیہ کے انڈیپنڈنٹ ٹیلیویژن" پر کینتھ ہیرس (Kenneth Harris) کے ساتھ "چرچ افریقہ میں" کے موضوع پر تبادلہ خیالات کر رہے تھے۔

انہوں نے کہا اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو بہت عام فہم اور سادہ ہونے کے علاوہ باہمی اخوت کے عظیم جذبے کا آئینہ دار ہے۔ تاہم میں سمجھتا ہوں کہ اسلام خدا تعالیٰ کی ہستی، اس کی محبت و شفقت اور زندگی کے اخلاقی پہلوؤں کے متعلق جو تصور پیش کرتا ہے وہ بہت ناقص اور نامکمل ہے۔ اسلام میں معقولیت موجود ہے۔ لیکن وہ عمیق نوعیت کے ان اخلاقی تقاضوں سے عاری ہے۔ جو عیسائیت میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

آرچ بشپ نے مزید کہا یہ ایک حقیقت ہے کہ عیسائیت نے وہاں اپنے آپ کو سنبھالا ہوا ہے۔ اور وہ پاؤں جمائے کھڑی ہے۔ اور اگر عیسائیت ان غیر معمولی نوعیت کے پرُ محن سالوں میں بھی اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے ہے۔ تو اس وقت جبکہ ہم اس پرُ محن دور سے سبق حاصل کر کے بہتر طور پر اپنے فرائض انجام دینے کے قابل ہو جائیں گے عیسائیت پھر آگے بڑھنی شروع ہو جائے گی"۔
(یوگنڈا آرگس ۱۷ اپریل ۱۹۶۳ء)

ہر چند کہ لارڈ بشپ آف کنٹربری نے اس انٹرویو میں تسلیم کیا تھا کہ افریقہ میں بہت وسیع پیمانے پر اسلام کی پیشقدمی جاری ہے اور یہ بھی تسلیم کیا تھا کہ اسلام بہت عام فہم اور سادہ مذہب ہے۔ اور باہمی اخوت کے عظیم جذبے کا آئینہ دار ہے اور یہ بھی براہ راست نہ سہی گول مول الفاظ میں یہ بھی تسلیم کر لیا تھا کہ اسلام کی اس پیشقدمی کی وجہ سے افریقہ میں عیسائیت کی پیشقدمی رُک گئی ہے۔ اور اس نے اس دور پرُ محن میں اپنی موجودہ پوزیشن کو برقرار رکھنے کی خاطر اپنے آپ کو سنبھالا ہوا ہے۔ لیکن چونکہ انہوں نے یہ کہہ کر کہ خدا کے متعلق اسلام کا پیش کردہ تصور ناقص ہے اور اس میں اخلاقی زندگی کے عمیق پہلوؤں اور ان کی باریکیوں کو مد نظر نہیں رکھا گیا ہے اسلام پر حملہ کیا تھا اس لئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اُن خدام نے جو آپ کے پیش کردہ علم کلام اور دلائل قاطعہ کے انتہائی کارگر اور مؤثر ہتھیاروں سے پوری طرح لیس ہیں اور دنیا کے ہر گوشے میں اسلام کی سربلندی کے لئے مصروف جہاد ہیں۔ اسلام پر ڈاکٹر رامزے کے اس حملہ کا فوراً نوٹس لیا۔ چنانچہ انہوں نے اخبارات میں جوابی مضامین اور خطوط لکھ کر اس غلط فہمی کا ازالہ کیا جو کسی اور نے نہیں بلکہ خود برطانیہ کے لاٹ پادری نے پھیلانے کی کوشش کی تھی۔ ان مضامین اور خطوط میں سے ذیل میں ہم یوگنڈا میں جماعت احمدیہ کے مبلغ اسلام مکرم مولانا محمد اسحاق صاحب صوفی کے ایک خط کا اقتباس درج کرتے ہیں جو لاٹ پادری کے بیان کی اشاعت کے معاً بعد اُسی اخبار یعنی "یوگنڈا آرگس" میں شائع ہوا۔ آپ نے لکھا:-

"برطانیہ کے لاٹ پادری جناب ڈاکٹر رامزے نے افریقہ میں اسلام کی پیشقدمیوں کے بارہ میں جو کچھ کہا ہے اُسے میں نے بہت دلچسپی سے پڑھا ہے۔ لیکن میں ان کی ایک خوش فہمی کی تعریف نہیں کر سکتا۔ اور وہ یہ ہے کہ (بقول ان کے) اسلام خدا تعالیٰ کی ہستی، اس کی محبت و شفقت اور انسانی زندگی کے اخلاقی پہلوؤں کا ناقص اور ادھورا تصور پیش کرتا ہے۔

جہاں تک خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کا تعلق ہے ہم مسلمان ہی ہیں جو خدا تعالیٰ کی حقیقی اور کامل توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق اسلام کا نظریہ پوری جامعیت کے ساتھ قرآن مجید کی ۱۱۲ویں سورۃ یعنی سورۃ اخلاص میں مذکور ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر پبلشر نے رفاہ عام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

حکومتِ پاکستان نے کتاب کی ضبطی کا فیصلہ واپس لے لیا!

خدا کے فضل سے حق و انصاف کی فتح ہوئی

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

یہ خبر جماعت احمدیہ اور دنیا کے اسلامی حلقوں میں انتہائی خوشی اور اطمینان سے سُنی جائے گی کہ حکومتِ مغربی پاکستان نے جو فیصلہ مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی کتاب "سراج الدین کے چار سوالوں کا جواب" کی ضبطی کے متعلق کیا تھا وہ سرکاری اعلان کے مطابق ضبطی کے حکم سے قریباً ڈیڑھ ماہ بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اسی کی ازلی مشیت کے ماتحت واپس لے لیا ہے۔ اس سے پہلے کی خبریں غیر سرکاری اور غیر مصدقہ تھیں مگر اب سرکاری اعلان شائع ہوا ہے۔

ہم اس معاملے میں سب سے پہلے اور سب سے مقدم طور پر بلکہ حقیقی رنگ میں خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اُس نے حکومت کو ایک صریحًا غلط اور غیر منصفانہ فیصلے کو منسوخ کرنے کی توفیق دی اور اس طرح دُنیا بھر کے احمدیوں اور تمام غیرت مند مسلمانوں کے اضطراب کو دُور کیا اور اُن کے دلوں کو تسکین اور راحت پہنچائی۔ اللّٰھم انا نشکرک ولا نکفرک سبحانک ما اعظم شانک وانت علیٰ کل شیء قدیر۔

اس کے بعد ہم ان کثیر التعداد غیر از جماعت مسلمان شرفاء کا بھی دلی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس معاملے میں اسلامی غیرت کا اظہار کرتے ہوئے ہمارا ساتھ دیا۔ اور حکومت کو احتجاجی مراسلے اور تاریں ارسال کر کے اور اخبارات میں احتجاجی نوٹ بھجوا کر دینی غیرت کا اظہار کیا۔ اور حق و انصاف کے معاملے میں جماعت احمدیہ کی اعانت فرمائی۔ فجزاھم اللہ خیراً۔ اسی طرح ہم اُن غیر مسلم شرفاء کے بھی شکرگزار ہیں جنہوں نے اس معاملہ میں حق و انصاف کی تائید میں آواز اٹھائی۔

پھر ہم حکومت کے بھی شکرگزار ہیں کہ اُس نے بالآخر اپنی غلطی محسوس کر کے اپنے ناواجب اور غیر منصفانہ حکم کو واپس لے لیا اور بالآخر کار اس معاملہ میں دانشمندی اور انصاف پسندی کا ثبوت دیا۔ ومن لم یشکر الناس لم یشکر اللہ یعنی جو شخص لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکرگزار بندہ نہیں بن سکتا۔

اسی طرح ہم اس پاکستانی پریس کے بھی شکرگزار ہیں جس نے اس معاملے میں اسلامی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے ہمارا ساتھ دیا اور احتجاجی تاروں اور مراسلات کو شائع کر کے ہمارے ہاتھوں کو تقویت پہنچائی۔ کاش یہ تعاون زیادہ وسیع پیمانہ پر اور زیادہ زوردار رنگ میں ظاہر ہوتا۔

بالآخر اس موقعہ پر پاکستان اور دنیا بھر کی جماعت ہائے احمدیہ کا ملی ردِّ عمل بھی بڑا ہی بلند اور بڑا قابل تعریف ہے کہ اس معاملے میں غیر معمولی اسلامی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک جان ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور بے نظیر غیرت کا اظہار کیا اور ریزولیوشنوں اور احتجاجی نوٹوں سے حکومت کے افسروں اور اخباروں کے ایڈیٹروں کے سامنے اس قدر اپنے دلی دکھ اور رنج و غصہ کا اظہار کیا کہ گویا ملک میں احتجاجوں کا ایک سیلاب آگیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے تقریر و تحریر کے ذریعہ اسلام کی جو عدیم المثال خدمات سر انجام دی ہیں وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اور دوست اور دشمن اپنے اور بیگانے اُن کا لوہا مان چکے ہیں۔ حتّٰی کہ آپ کو اسلام کا ایک "فتح نصیب جرنیل" قرار دے چکے ہیں۔ پس یہ کتنے دکھ اور افسوس کی بات تھی کہ وقت کی مسلمان حکومت نے جلد بازی اور کوتاہ اندیشی سے آپ کی ایک کتاب کو ضبط کرنے کا فیصلہ کیا جو اسلام کی تائید اور ایک نادان مسیحی کے اعتراضوں کے جواب میں پینسٹھ سال پہلے لکھی گئی تھی اور جسے خود اس وقت م

بقیہ صفحہ

۲- گی عیسائی حکومت نے بھی پینسٹھ سالہ دَور میں وسعتِ قلب کے ساتھ برداشت کی چلی آئی تھی۔ بہرحال اگر صبح کا بھولا شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا ہوا نہیں سمجھنا چاہیئے۔ اور ہم حکومت کے شکرگزار ہیں کہ اُس نے اس ناواجب اور غیر منصفانہ فیصلے کو جلدی منسوخ کر کے ہمارے زخمی دلوں پر مرہم کا پھاہا رکھا ہے۔ دعا ہے کہ خدا اُسے آئندہ ایسی غلطی سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ دراصل اگر حکومت غور کرے تو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا وجود حکومت کے لئے ایک مقدس تعویذ ہے۔ کاش وہ سمجھے!!

خاکسار:۔
مرزا بشیر احمد
ربوہ ۲۱/۵/۶۳

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۴ جون ۱۹۶۳ء

اسلام میں کشف و الہام کا بلند مقام

(۱)

دنیا میں مروجہ ادیان میں اگرچہ اسلام سب سے آخر میں آیا۔ لیکن اپنی تعلیمات کی جامعیت اور انسان کی روحانی ضروریات کی اکملیت کے لحاظ سے اسے دیگر ادیان پر نمایاں فوقیت حاصل ہے۔ کیا بلحاظ اس کے اُن پر ایک لمبا زمانہ گذر جانے کے باعث ان کی اصل تعلیمات فی زمانہ ناپید ہیں۔ اس کے مقابل پر اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کی شرعی کتاب بالکل محفوظ ہے۔ اور اس کتاب کو دنیا کے سامنے پیش کرنے والے مقدس وجود کے پاک نمونہ کا ہر گوشہ زندگی اس تفصیل سے نسلاً بعد نسلٍ ہم تک پہنچا ہے کہ ہر شخص کے لئے نہایت عمدہ طور پر مشعلِ راہ کا کام دیتا ہے۔

علاوہ ازیں اسلام کی ایک بہت بڑی اندرونی خوبی اُس کے زندہ اور باخدا مذہب ہونے کی ہے۔ قرآن کریم میں اسلام کو ایک زندہ اور پھل دار درخت سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جو ہر موسم میں اور ہر وقت مقررہ پر اپنا شیریں پھل دیتا ہے۔ اور اس کا ٹھنڈا سایہ ایک دنیا کو آرام و آسائش کے سامان رکھتا ہے۔ دینِ اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی واضح اور نمایاں خوبی یہ ہے کہ اس کی برکت سے ایک انسان خدا تعالیٰ سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل کر لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے سلسلہ الہام و کلام کے جاری رہنے میں اس کا کوئی دوسرا مذہب مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس چیز کو اسلام نے قرآن کریم نے بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے جیسے آیت کریمہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون کہ وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ اور پھر وہ اس اعتقاد پر ظاہرہ باطنی دونوں طور پر ایسے پختہ ثابت ہوئے کہ کسی ابتلاء یا امتحان سے اُن کے پائے استقلال میں ذرہ بھی لغزش نہ آئی ان کے اس اعلیٰ ایمان پختہ عمل کا نتیجہ ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے نازل ہوتے ہیں جو اُنہیں ہر قسم کے خوف و حزن کے مواقع پہ بذریعہ الہام و کشوف پوری تسلی دیتے ہیں اور ساتھ ہی اُن کے انجام بخیر ہونے کی بشارتیں سناتے رہتے ہیں۔

اسلام تو انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب اور مقرب بنانا چاہتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت کا یہی تقاضا ہے کہ وہ اپنے بندے سے ہمکلام ہو کیونکہ یہ ایک واضح بات ہے کہ وہ محبوب ہی کیسا جو باوجود دعوئے محبت کے اپنے عاشق سے بات تک بھی کرنا پسند نہیں کرتا پس اسلام کی نسبت یہ بہت بڑی غلطی ہوگی۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ دین اسلام میں بھی دوسرے ادیان کی طرح خدا تعالیٰ سے مکالمہ و مخاطبہ کا دروازہ بند رکھا گیا ہے۔ عصر حاضر میں جبکہ بے دینی اور لامذہبیت کا پراپیگنڈا اس قدر زیادہ ہے کہ معمولی مذاہب اس کے مقابلہ سے عاجز ہیں۔ اس موقعہ پر صرف اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو ان کی ساحرانہ کارروائیوں کا عمل کے میدان میں زبردست جواب پیش کرتا ہے۔ جبکہ ایک بندہ خدا بالمقابل کھڑا ہو کر اُنہیں للکارتا ہے۔ اور زندہ خدا کے ساتھ اپنے ذاتی تجربے

خطبہ جمعہ

جو شخص حقیقی معنوں میں خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے خدا کبھی اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا

اگر بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جائے تو پھر وہ آپ ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے جن سے اس کے نقصان کی تلافی ہو جائے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۲ مارچ ۱۹۴۳ء — بمقام ناصر آباد (سندھ)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

سورۃ فاتحہ وہ دُعا ہے

جسے ہر مسلمان (جو) اپنے آپ کو اسلامی تعلیم پر عمل پیرا کرنے کی کوشش کرتا ہے) دن میں ۳۰۔ ۴۰ مرتبہ ہر روز پڑھتا ہے۔ کم سے کم فرائض اور سنن مؤکدہ (یعنی وہ سنتیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور پڑھا کرتے تھے اور اپنے متبعین کو پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے) ملا کر ایک مسلمان دن میں ۳۰۔ ۲۵ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے۔ یعنی چار رکعتیں فجر کی اور ۱۲ ظہر کی ملا کر ۱۶ ہوئیں۔ پھر ۴ عصر کی ملا کر بیس اور ۵ مغرب اور ۹ عشاء کی یہ کل ۳۴ رکعتیں ہوئیں لیکن اگر ظہر کی سنتیں بجائے چار چار کے دو دو پڑھی جائیں تو چار رکعتیں کم ہو کر ۳۰ ہو جائیں۔ اس طرح گویا ۳۰ سے ۳۴ دفعہ ایک مسلمان کے لئے لازمی ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھے اور فرائض اور سنن کے علاوہ وہ نوافل بھی پڑھے تو پھر جیسا موقعہ ہوگا اس تعداد میں زیادتی ہو جائے گی۔ مثلاً رمضان میں تراویح پڑھی جاتی ہیں۔ اگر انسان آٹھ تراویح پڑھے یا ۸ اتراویح پڑھے تو پھر ۳۸ سے ۴۸ دفعہ تک سورۃ فاتحہ تک پڑھے گا۔

غرض جس نے نماز پڑھنی اس کو ۳۴ دفعہ یا کم از کم

۳۰ دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھنی پڑتی ہے

اور اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں سوائے اس کے کہ اسے سورۃ فاتحہ آتی ہی نہ ہو مگر ایک مسلمان کے لئے یہ کہنا بھی درست نہیں کہ مجھے سورۃ فاتحہ نہیں آتی۔ ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ سیکھے۔ ہاں اگر یہ حالت ہو کہ اسے آ ہی نہ سکتی ہو تو علیحدہ بات ہے۔ مثلاً ایک شخص بڈھا ہو اور اس کی عقل ماری گئی ہو یا آخری عمر میں وہ اسلام لایا ہو یا پاگل ہو۔ یا بچہ ہو تو ایسے معذوروں کو الگ کر کے باقی سب کے لئے لازمی ہے کہ کم سے کم ۳۰ مرتبہ تک سورۃ فاتحہ کو نماز میں دہرائے۔

اس سورۃ میں ایک مومن خدا کے حضور کھڑے ہو کر علاوہ اور باتوں کے

دو باتیں اپنی طرف سے کہتا ہے

یہ دو باتیں اس کے دو دعوے ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو کر کرتا ہے۔ باقی باتیں دعوے نہیں ہوتے بلکہ یا تو وہ حقائق بیان کرتا ہے مثلاً کہتا ہے۔ الحمد للہ رب العٰلمین سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو رب العٰلمین ہے۔ اس میں وہ خدا تعالیٰ کے متعلق ایک واقعہ بیان کرتا ہے اس کا اپنا کوئی کام نہیں اسی طرح الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین یہ سب

واقعات اور حقائق

ہیں۔

اور یا پھر وہ خدا تعالیٰ سے مانگتا ہے مثلاً کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم اے خدا ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ یہ بھی اس کا اپنا کام نہیں۔ وہ اپنی طرف صرف دو دعوے منسوب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ان دو دعووں کے سوا سورۃ فاتحہ میں انسان کی طرف سے اور کوئی دعوے نہیں۔ مثلاً خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار ہے۔ سو انسان کہے نہ کہے۔ اللہ تعالیٰ تو تعریف والا ہے۔ وہ کہے نہ کہے اللہ رحمٰن ہے وہ کہے نہ کہے اللہ رحیم ہے۔ وہ کہے نہ کہے اللہ مالک یوم الدین ہے۔ اس کے نہ کہنے سے

خدا کی ربوبیت

میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اگر نہ کہے کہ تو رحمٰن ہے تو اس کی رحمانیت میں کیا فرق پڑ جائے گا خدا تعالیٰ کے بادل اسی طرح برسیں گے جس طرح پہلے برستے تھے۔ اس کا سورج بدستور چڑھتا رہے گا۔ اس کی ہوا بغیر روک کے چلتی رہے گی۔ انسان کے ہاتھ جن سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کے پاؤں جن سے وہ چلتا ہے۔ اس کے کان جن سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھیں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ غرضیکہ باقی سب اعضاء جن سے وہ کام لیتا ہے وہ اس نے کہیں سے خریدے نہیں بلکہ مفت ملے ہیں۔ اگر کوئی اس سے پوچھے کہ ایک مٹی کا ڈھکنا زیادہ قیمتی ہے یا ہاتھ۔ تو کوئی پاگل ہی ہوگا جو یہ کہے گا مٹی کے ڈھکنے کی قیمت زیادہ ہے۔ یقیناً ہر عقلمند یہی کہے گا کہ ہاتھ زیادہ قیمتی ہے۔

گورنمنٹ کے قانون

میں بھی ایسا ہی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کا ہاتھ کاٹ لے یا پاؤں یا ناک وغیرہ کاٹ لے تو گورنمنٹ اس کاٹنے والے کو قید کرتی ہے۔ اور اگر اتفاقی حادثہ سے مثلاً موٹر کی ٹھوکر وغیرہ سے کسی عضو کو نقصان پہونچ جائے تو جیسی اس مجروح کی حیثیت ہوتی ہے۔ اس کے حسب حالات نقصان پہنچانے والے سے جرمانہ دلایا جاتا ہے بہر حال گورنمنٹ کے نزدیک بھی ہاتھ اور پیر کی قیمتیں ہیں۔ جن کی وجہ سے بعض حالات میں زخمی کرنے والے کو قید میں ڈالا جاتا ہے۔ اور

اتفاقی حادثہ میں

مجروح کی حیثیت کے مطابق بعض دفعہ ہزار بعض دفعہ دو ہزار بلکہ پچاس پچاس ہزار روپیہ تک جرمانہ دلایا جاتا ہے۔ مثلاً اگر ایک ڈاکٹر ہو جس کی آمد ہزار بارہ سو روپیہ ماہوار ہو۔ اور کوئی شخص اتفاقی حادثہ سے اس کا ہاتھ یا پاؤں توڑ دے تو اس ڈاکٹر کو ہزار دو ہزار روپے جرمانہ دلانا کافی نہیں ہوگا بلکہ اس کے

گزارہ کے مطابق

دلایا جائے گا۔ عدالت کہے گی کہ جبکہ یہ شخص بیکار ہو گیا تو اب یہ اپنے بیوی بچوں کو کس طرح کھلائے گا۔ اس لئے ایسی صورت میں وہ پچاس پچاس ہزار بلکہ لاکھ روپے تک ہرجانہ دلا دیتی ہے۔

اب دیکھو

کہ اس قدر قیمتی ہاتھ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو مفت دیا ہے۔ انسان نے اس پر کوئی قیمت خرچ نہیں کی۔ وہ ایسا قیمتی ہے کہ اسے نقصان پہنچ جانے پر گورنمنٹ بھی کسی کو ایک ہزار کسی کو دو ہزار کسی کو دس ہزار کسی کو بیس ہزار کسی کو پچاس ہزار اور کسی کو لاکھ لاکھ روپے تک دلا دیتی ہے۔ لیکن اگر اس کے مٹی کے ڈھکنے کو کوئی توڑ دے اور پھر مالک جا کر عدالت میں دعوے کرے کہ فلاں شخص نے میرا مٹی کا ڈھکنا توڑ دیا ہے تو اوّل تو کوئی وکیل ایسے مقدمہ کو لینے کے لئے تیار ہی نہ ہوگا اور اگر کوئی لالچ کے مارے لے بھی لے تو عدالت اس کی بیوقوفی پر مقدمہ خارج کر دے گی۔ غرض وہ ہاتھ جس کی قیمت ہزار دو ہزار بلکہ دو لاکھ مقرر کی گئی تھی۔ اس پر تم نے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا۔ وہ تو تمہیں مفت ملا ہے۔ مگر وہ ڈھکنا جس کے ٹوٹ جانے پر پولیس کا چالان تو کجا تم خود بھی جا کر عدالت میں دعوے کرو تو عدالت توجہ کے قابل نہیں سمجھے گی۔ وہ تمہیں مفت نہیں مل سکتا وہ تم خریدنا چاہو تو پیسے دے کر ہی ملے گا۔ اب یہ تمہارے ہاتھ پاؤں ناک کان وغیرہ

خدا کی رحمانیت کا ثبوت

نہیں اور کیا ہے۔ اس ثبوت کی موجودگی میں اگر بندہ خدا کو الرحمٰن الرحیم نہ بھی کہے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ بلکہ اگر ساری دنیا کہنے لگ جائے کہ رحمٰن کوئی نہیں تو اس کا یہ قول ہی خدا تعالیٰ کی رحمانیت کی دلیل ہو گا کیونکہ جب کوئی شخص کہہ رہا ہو گا کہ کوئی خدا نہیں تو کس زبان سے بول رہا ہوگا۔ یہ زبان اس نے کہاں سے لی ہوگی۔ یقیناً خدا نے اسے مفت دی ہے۔ اور رحمٰن مفت دینے والے کو ہی کہتے ہیں پس اس کا تو خدا تعالیٰ کو گالیاں دینا بھی خدا کی رحمانیت کا ثبوت ہوگا۔

پھر بندہ کہتا ہے

خدا مالک یوم الدین ہے

ب اگر یہ کہتا تب بھی خدا مالک یوم الدین تھا۔ اگر یہ نہ کہتا تب بھی وہ مالک یوم الدین ہے۔ اس کے بعد کہتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ پس ساری سورۃ میں یہی دو فقرے انسان نے اپنی طرف منسوب کئے ہیں۔ ان سے پہلے وہ صداقت کا اظہار کرتا ہے۔ اور ان کے بعد خدا سے کچھ مانگتا ہے۔ کہ اے خدا مجھے کچھ دے دے لیکن درمیان میں وہ دو دعوے کرتا ہے ایک تو یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ

میں خدا کا عبد ہوں اور کسی کا عبد نہیں۔

لیکن

اگر اس کا عمل دیکھو

تو کتنے ہی جو اس دعوے پر سچے طور پر عمل کرتا ہے۔ ہزاروں ہیں جو ایک طرف ایاک نعبد کہتے ہیں اور دوسری طرف چوریاں کرتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں غیبت کرتے ہیں اور ذرا ہاتھ میں طاقت آ جائے تو دوسرے کو کچھ چیز ہی نہیں سمجھتے وہ اپنے کمزور بھائی کو کہتا ہے کہ میں تھپڑ مار کر تیرے سارے دانت توڑ ڈالوں گا وہ نادان اتنا بھی نہیں جانتا کہ یہ زور اس کے ہاتھ میں کہاں سے آیا۔ دولت آ جائے تو وہ لوگوں کو کہتا ہے کہ میں تمہیں یوں ذلیل کر دوں گا میں تمہیں سیدھا کر دوں گا۔ چنانچہ دیکھ لو جسوں کے مولف کس گھمنڈ کے ساتھ بیسوں کو چیلنج تھے کہ باز آ جاؤ ورنہ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے ہمارے ملک۔ میں بھی زمیندار اپنے کمزور ہمسایہ کو کہتے ہیں کہ ہم تمہارا پاخانہ بند کر دیں گے۔ دیہات میں ٹٹیوں کا یا ان کی صفائی کرنے والوں کا انتظام تو ہوتا نہیں کھیتوں میں جانا ہوتا ہے تو وہ زمیندار ذرا سی بات پر اتنا اچھلتا ہے کہ گویا زمین و آسمان کی طاقت اسی کے پاس ہے۔ خدا تعالیٰ کو تو حقیقی حکومت حاصل ہے مگر اس کے باوجود وہ بندوں پر حکومت نہیں جتاتا بلکہ ناز اٹھا رہا ہے اور محبت کے ساتھ اپنے بندوں سے احسان کر رہا ہے۔ کہیں بندہ روٹھا ہوا ہے اور خدا اس کو منا رہا ہے۔

حضرت سید عبد القادر صاحب جیلانی رضی لکھتے ہیں کہ لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ میں اعلیٰ کپڑے پہنتا ہوں (کیونکہ ان کے متعلق آتا ہے کہ وہ بہت قیمتی کپڑا پہنتے تھے جو آج کل کی قیمت کے لحاظ سے ۲ ہزار روپیہ فی گز کا کپڑا بنتا ہے) اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے ایک بہت بڑے بزرگ تھے ان کے متعلق بھی آتا ہے کہ ان کا لباس نہایت اعلیٰ ہوتا تھا اور وہ بڑا نہایا جوڑا پہنتے تھے۔ جب اس پر لوگوں نے اعتراض کیا کہ یہ قیمتی کپڑا پہنتا اور قیمتی کھانے کھاتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں تو کبھی کپڑا نہیں پہنتا جب تک خدا مجھے نہیں کہتا کہ اے عبد القادر! تجھے میری ذات کی قسم تو کپڑا پہن اور میں کوئی کھانا نہیں کھاتا جب تک مجھے خدا تعالیٰ نہیں کہتا کہ اے عبد القادر تجھے میری ذات کی قسم تو یہ کھانا کھا۔

اب دیکھو کہ کہاں خدا تعالیٰ کی ذات اور کہاں عبد القادر جیلانی رح دونوں میں اتنی بھی تو نسبت نہیں جتنی ایک انسان اور چیونٹی میں ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنی محبت کی وجہ سے بندے کی منتیں کر کے اسے مناتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ سلوک بندے کو شرم دلانے کے لئے ہے کہ خدا تعالیٰ تو عرش پر ہو کر بھی منتیں کرتا ہے مگر یہ اتنا چھوٹا ہو کر کبر و غرور میں آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں یوں کر دوں گا۔ اور یوں کر دوں گا۔

گویا ادھر تو وہ ایاک نعبد میں خدا تعالیٰ کے سامنے کہتا ہے کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں تو آپ کا ایک غلام ہوں۔ میں تو ذلیل ہوں۔ میرا کوئی ٹھکانا نہیں مگر نماز سے نکل کر ایک اپنے جیسے بندے کو جس کی ویسی ہی آنکھیں ہیں جیسی اس کی۔ ویسی ہی ناک ہے جیسی اس کی۔ ویسے ہی ہاتھ اور پاؤں ہیں جیسے اس کے۔ کہتا ہے کہ میں تجھے نکال دوں گا۔ میں تجھے جوتوں سے سیدھا کر دوں گا۔ میں تجھے بتا دوں گا کہ میں کون ہوں

تعجب ہے

کہ پچاس دفعہ خدا تعالیٰ کے سامنے ایاک نعبد کہنے والا کہتا ہے کہ میں وہ چیز ہوں اور میں یہ چیز ہوں اور اتنے بڑے دعوے کرتا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہی سب کچھ ہے مگر یا مرا کہ آپ ہی رب بن جاتا ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ شخص اتنا جھوٹ بولنے والا ہے کہ جس کی مثال ہی نہیں اور پچاس دفعہ دعوے کر کے جھوٹ بول جاتا ہے۔ ایسے شخص کے قول کی کیا قیمت رہ جاتی ہے۔ یہ ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ پچاس دفعہ کہتا ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں۔ میں

نہایت ذلیل غلام

ہوں تو ہی سب سے بڑا ہے مگر باہر نکل کر کہتا ہے کہ میں ہی سب کچھ ہوں۔ بھلا ایسے شخص کے دل میں ایمان پیدا ہی کیسے ہو سکتا ہے جو باوجود کمزور ہونے کے دعوے کرتا ہے کہ میں یوں کر دوں گا اور میں ووں کر دوں گا اس کے مقابلہ میں خدا کو سب طاقتیں حاصل ہیں مگر پھر بھی وہ ایسا نہیں کہتا بلکہ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے

بعض منافق لوگ جب جماعت سے الگ ہوتے ہیں تو

بلند بانگ دعاوی

کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم یوں کر دیں گے ہم ایسا کر دیں گے لیکن میں نے باوجود جماعت کا امام ہونے کے کبھی نہیں کہا کہ میں ایسا کر دوں گا بلکہ یہی کہتا رہا ہوں کہ جو کچھ خدا کی مرضی ہوگی وہی ہوگا۔

انسان کو تو چاہئے کہ اگر اس کے دل میں ایسا گندہ خیال آئے تو بجائے دوسرے کو مارنے کے کہے کہ میں اس خیال کو کچل دوں گا اور اپنے دل کو سنوارنے کی کوشش کرے۔

ایاک نعبد

کہنے والا اگر غرور اور تکبر سے کام لے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی غلامی ہے۔

دوسری بات

جو وہ بطور دعوے کے پیش کرتا ہے ایاک نستعین ہے کہ اسے خدا میں نے تجھ ہی سے لینا ہے اور کسی بندے سے نہیں مانگتا۔ مگر عملاً ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں ایک بندہ کہتا ہے کہ میں ذلیل ہوں میں حضور کا غلام ہوں ادھر سجدے سے سر اٹھاتے ہی لاٹھی لے کر کھڑا ہو جاتا ہے وہاں یہ دوسرا شخص اسی کی شکایت لے کر خدا کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ خدایا یہ جو تیرا بندہ بنتا تھا بالکل جھوٹ کہتا تھا۔ تیرے سامنے تو کہتا تھا کہ میں نے کسی پر ظلم نہیں کرنا میں نے کسی کا حق نہیں دبانا۔ مگر باہر جا کر ڈنڈا لے کر کھڑا ہو جاتا ہے اور ہم پر ظلم کرتا ہے اور ہمارے مالوں کو ناجائز طور پر دبانا ہے یہ تو تیرے سامنے جھوٹ بول گیا مگر ہم سچ کہتے ہیں کہ ہم تجھ سے ہی مدد مانگیں گے اور کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے۔ لیکن ظالم تو یہ کہ کر کہ میں تیرا غلام ہوں ذلیل ہوں کسی کو کیا کہہ سکتا ہوں جھوٹ بول گیا۔ اور یہ مظلوم بن کر جھوٹ بول گیا کیونکہ ادھر تو خدا تعالیٰ کے سامنے کہا کہ

میں نے تجھ سے ہی مانگنا ہے

اور پھر سلام پھیرتے ہی بندہ کے آگے ہاتھ جوڑنے شروع کر دیتا ہے کہ حضور ہمارے مائی باپ ہیں حضور ہی مدد کر سکتے ہیں اگر اس کا ایاک نستعین کہنا صحیح ہے تو پھر یہ گھبراتا کیوں ہے۔ اگر واقعہ میں خدا ہے تو وہ کمزور اس کی مدد کرے گا بندوں سے کس لئے مدد مانگتا پھرتا ہے بہر حال اس کا ایاک نستعین کہنا بھی صحیح ہو سکتا ہے جب وہ دوسرے بندوں سے

ذلت آمیز مدد

نہ مانگے۔ ہاں تعاون والی مدد مانگے تو یہ درست ہوگا۔ یہ نہ ہو کہ انسانی کوشش پر ہی سارا انحصار رکھے۔ ایک شخص جب کسی سے سفارش کرانا چاہتا ہے اور اسی سفارش پر سارا انحصار رکھتا ہے تو اس کی یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اگر اس کی سفارش نہ ہوئی تو وہ کہیں کا بھی نہ رہے گا۔ حالانکہ جب ایسا شخص نماز میں کہتا ہے کہ مجھے کسی کی پرواہ نہیں تو فارغ ہو کر

کیوں ہر دروازے پر ماتھا رگڑتا ہے

اور منتیں کرتا پھرتا ہے کہ مجھ پر فلاں مصیبت ہے۔ میری مدد کرو۔

غرض ایک طرف تو ظالم کہتا ہے کہ میرے جیسا ذلیل کوئی نہیں اور میرے جیسے غلام کوئی نہیں لیکن نکلتے ہی یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس جیسا نمرود کوئی نہیں۔ اس جیسا شداد کوئی نہیں۔ دوسری طرف یہ مظلوم کہتا ہے کہ میں نے تو کسی سے مدد نہیں مانگنی تجھ سے ہی مانگنی ہے۔ اور پھر نکلتے ہی ہر ایک کے آگے ناک رگڑتا ہے حیرت آتی ہے کہ کس طرح دونوں فریق جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں۔ پہلا ایاک نعبد کہتا ہے اور ہر ایک پر ظلم کرنے پر تلا رہتا ہے اور دوسرا ایاک نستعین کہہ کر ہر ایک سے مانگتا پھرتا ہے۔ ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ روزانہ پچاس دفعہ خدا کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرتا ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں۔ میں تیرا غلام ہوں مجھ سے ذلیل اور کوئی نہیں لیکن فارغ ہوتے ہی فرعون سے بڑا بنتا ہے۔ اور دوسرا کہتا ہے مجھے ان فرعونوں کی پرواہ نہیں۔ میں نے تجھ سے ہی مانگنا ہے۔ تیرے ہوتے کسی اور سے کیا ڈر ہو سکتا ہے۔ مگر سلام پھیرنے کے بعد ہر ڈیوڑھی پر جا کر ناک رگڑتا ہے حالانکہ نماز کے اندر کہہ رہا تھا کہ میں نے تو اے خدا تجھ سے ہی مانگنا ہے۔ میں نے کسی اور کے پاس جانا ہی نہیں نہ مجھے کسی کی پرواہ ہے ایک دفعہ تیرے ساتھ جو تعلق جوڑ لیا تو بھلا اب میں کسی کو کیا جانوں۔ اور ادھر مسجد سے نکلتے ہی آواز دینی شروع کرتا ہے کہ اے چوہدری جی تسلیم ای میری مدد کرو۔ اے مولوی جی تسلیم میری کہانی سن لو۔ غرض ہر جگہ سے مدد مانگتا پھرتا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس جیسا ذلیل دنیا میں کوئی نہیں۔

پھر دوسری اذان ہوتی ہے۔ یہ پھر مسجد میں آتا ہے اور خدا کے آگے کھڑے ہو کر عرض کرتا ہے کہ میں نے کسی سے نہیں مانگنا۔ اگر مانگنا ہے تو تجھ سے۔ تیرے سوا بھلا میں جا کہاں سکتا ہوں۔ پھر نماز سے

علیحدہ ہوتا ہے تو تم اس نالائق کو دیکھتے ہو کہ کس طرح ہر دروازے پر جا کر مانگتا پھرتا ہے۔ اگر اس کے اندر ذرا بھی وفا ہوتی اگر وہ واقعہ میں سمجھتا کہ اس کا خدا موجود ہے تو اسے اس طرح مانگنے کی کیا ضرورت تھی۔ ایک کمزور ایمان والے کا مانگنا جس کے اندر طاقت نہیں اور رنگ رکھتا ہے وہ تو زندگی طرح کھوتا ہے کہ اگر اسے مل جائے تو خیر ورنہ خدا پر توکل کر کے آگے چلا جاتا ہے۔ مگر یہ بالکل جھوٹ بولتا ہے اور خدا سے مانگنے کا اقرار کر کے ہر ایک کے سامنے لجاجت کرتا ہے اور بندے کو خدا سمجھتا ہے۔

کیا یہ عجیب تماشہ نہیں

کہ ظالم اور مظلوم دونوں جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔ ایک خدا کے سامنے جا کر کہتا ہے۔ کہ میرے جیسا ذلیل دنیا میں کوئی نہیں اور جب باہر نکلتا ہے تو طرح طرح کے ظلم و ستم سے کام لینا شروع کر دیتا ہے۔ دوسرا کہتا ہے مجھے کسی ظالم کی کیا پرواہ ہے۔ میں کب کسی سے ڈرتا ہوں۔ جب میرا جیسا رحیم و کریم خدا میرے سامنے ہو تو مجھے کس کا خوف ہو سکتا ہے۔ بھلا میں کسی سے ڈرتا ہوں، مجھے پتہ ہے کہ جو مجھے مارنا چاہے گا خدا اسے مار دے گا۔ اور جو مجھے ذلیل کرنا چاہے گا تو اسے ذلیل کرے گا۔ میں تیرا دروازہ چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہوں؟ مگر جس طرح پہلا شخص نماز کے بعد ظلم کو شیوہ بنا لیتا ہے اسی طرح یہ دوسرا شخص پانچ مرتبہ خدا سے مانگنے کا اقرار کر کے جب نکلتا ہے۔ اور پانچ پر لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے۔ ایسا اقرار کرنے والے پر خدا کا فضل نازل کس طرح ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک بزرگ کا واقعہ

سنایا کرتے تھے زمانے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے رزق کے لئے ایک ذریعہ مقرر کیا ہوا ہے یہ نہیں ہوتا کہ براہ راست فرشتے آسمان سے لا کر اس کے سامنے رکھ دیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کے دل میں ڈال دیتا ہے کہ فلاں بندے کو ضرورت ہے اسے فلاں چیز دے دو۔ یا خواب میں دکھا دیتا ہے کہ فلاں جگہ سے تیری ضرورت پوری ہو سکتی ہے یا زمین اچھی بارش برسا دیتا ہے اور فصلیں اچھی ہو جاتی ہیں۔ غرض ہزاروں ذریعے رزق پہنچنے کے اس نے مقرر کئے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ بعض دفعہ کسی بندے کو کہہ دیتا ہے کہ تو تلاش بھی نہ کر بلکہ ایک جگہ بیٹھ جا۔ ہم تیرے لئے رزق پہنچا دیں گے۔ چنانچہ وہ بیٹھ جاتا ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے بندوں کے دل میں الہام کرتا ہے کہ فلاں شخص کے لئے کھانا لے جاؤ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو کہا کہ تو

پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ جا

اور چنانچہ جا کر کئی سال تک اللہ تعالیٰ کھانا پہنچاتا رہا۔ آخر ایک دن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس بندے کو دیکھا جائے کہ اس کا ایمان کیسا ہے چنانچہ اس دن لوگوں کو اس کے متعلق الہام کرنا بند کر دیا۔ ادھر اس بزرگ کو فاقہ آنا شروع ہوا۔ ایک وقت کا فاقہ آیا۔ دوسرے وقت کا آیا۔ پھر تیسرے وقت کا آیا۔ آخر اس سے بھوک برداشت نہ ہوئی۔ اس نے سوچا کہ اس طرح بیٹھے رہنا تو ٹھیک نہیں۔ شہر میں جا کر کسی سے کھانا لانا چاہیے۔ قریب ہی شہر تھا وہاں گئے اور ایک امیر کے دروازے پر جا کر کھانا مانگا۔ جہاں سے انہیں تین روٹیاں اور کچھ سالن ملا۔ جب وہ لے کر واپس چلے تو اس امیر کے دروازے پر ایک کتا بیٹھا تھا اس کتے کے

دل پر اللہ تعالیٰ نے الہام نازل کیا

وہ کتا ان کے پیچھے چل پڑا کچھ دور جا کر ان کو خیال آیا کہ یہ کتا جو میرے پیچھے آ رہا ہے شاید بھوکا ہے۔ یہ سوچ کر انہوں نے ایک روٹی اور تیسرا حصہ سالن کا اس کے آگے ڈال دیا۔ کتا جلدی سے وہ روٹی اور سالن کھا کر ان کے پیچھے چل پڑا۔ تھوڑی دور جا کر انہوں نے یہ خیال کر کے کہ اس کتے کا حق زیادہ ہے۔ دوسری روٹی اور ایک حصہ سالن اور ڈال دیا۔ کتا وہ بھی جھٹ پٹ کھا کر پیچھے ہو لیا۔ اب انکے دل میں خیال آیا کہ کیسا ڈھیٹ جانور ہے انسان کی عادت ہے کہ وہ غصے میں آ کر جانوروں سے باتیں کرنی شروع کر دیتا ہے

تم نے کئی دفعہ دیکھا ہوگا

کہ کسان چلتے ہوئے بیلوں سے بھی باتیں کرتا جاتا ہے اور اسے کہتا جاتا ہے اور اسے کہتا جاتا ہے کہ تجھے کیا ہو گیا ہے حالانکہ وہ بیل سنتا نہیں سمجھتا نہیں۔ اسی طرح غصے میں آ کر انہوں نے کتے سے کہا کہ تو بے حیا کہیں کا دو روٹیاں ڈال چکا اب بھی جانے کا نام نہیں لیتا! ادھر انہوں نے یہ کہا اور معاً اللہ تعالیٰ نے اس پر

کشف کی حالت

طاری کی اور وہ کتا بولا کشف میں جانور بھی بولا کرتے ہیں اور دیواریں بھی بولا کرتی ہیں کہ بے حیا تم ہو یا میں ہوں مجھے اس امیر کے دروازے پر سات سات وقت کا فاقہ آیا ہے مگر اس کے باوجود میں اس دروازے سے کہیں نہیں گیا۔ لیکن خدا تم کو اتنی مدت سے وہیں بیٹھے کھانا پہنچاتا رہا اور تم تین فاقوں سے گھبرا کر مانگنے آ گئے ہو۔ اب خود ہی سوچو کہ بے حیا تم ہو کہ میں ہوں کتے نے یہ کہا اور ادھر ان کی کشفی حالت جاتی رہی۔ تب انہیں سمجھ آ گئی اور انہوں نے

آخری روٹی اور سالن

بھی وہیں پھینکا اور اپنے مقام پر واپس آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ان کا امتحان لینا تھا اور ان پر ظاہر کرنا تھا کہ تمہارا ایمان ابھی مضبوط نہیں ہوا۔ گھر پہنچے تو دیکھا کہ پانچ آدمی کھانا لئے کھڑے ہیں۔ ایک معذرت کر رہا تھا کہ حضور غلطی ہوئی معاف کیجئے مجھے یاد نہیں رہا تھا۔ دوسرا یہ کہہ رہا تھا حضور میری بیوی بیمار تھی معاف کریں آپ کو تکلیف ہوئی۔ ہر ایک معافی مانگ رہا تھا۔ اور کھانا پیش کر رہا تھا تو خدا تعالیٰ کے ایسے بندے ہوتے ہیں کہ انہیں اسباب سے کام لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ انہیں خود کہہ دیتا ہے کہ ایک جگہ بیٹھ جاؤ ہم تمہارا رزق تمہیں پہنچائیں گے اور کبھی اللہ تعالیٰ اتنا رزق دیتا ہے کہ سید عبد القادر صاحب جیلانی رح کی طرح ہزار ہزار روپے گز والا کپڑے پہننے کا حکم دیتا ہے اور کبھی اتنی تنگی ہوتی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح وہ پیٹ پر پتھر باندھے پھرتا ہے

غرض کسی کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے کہ تھوڑا تھوڑا رزق دیتا ہے اور کسی کو بغیر حساب کے دیتا ہے جیسا کہ حضرت سلیمان اور حضرت داؤد علیہما السلام کو دیا ہر حال یہ حکم ہوتا ہے کہ بندوں کے پاس نہ جائے وہ یہ جائز ہوتا ہے کہ وہ کوشش کرے کھیتی باڑی کرے لیکن اگر وہ اپنی حالت کو بیان نہ کرے گرا ہے تو مانگنے کے پیچھے پڑا رہے۔ اور ذرا سی تکلیف پر بندوں کے آگے ہاتھ جوڑنا شروع کر دے تو یہ کسی طرح جائز نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ

ایک مظلوم ظلم کی شکایت کرے

مگر یہ کہ ہر ایک کے سامنے اسی طرح چمٹ جائے جس طرح جونک چمٹتی ہے اور یہ خیال کرے کہ اگر میری مدد نہ کی تو میں مر جاؤں گا کسی طرح درست نہیں۔ یہ تو پانچ وقت کہتا ہے کہ اے خدا میں نے تیرے سوا کسی سے نہیں مانگنا اور پھر ہر دروازہ سے چمٹا نظر آتا ہے۔ اگر یہ خدا سے مانگتا تو کیا خدا اسے چھوڑ دیتا؟ ہم تو معمولی معمولی باتوں میں دیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ خدا تعالیٰ نے ایسے طور پر دشمن سے بدلہ لے لیتا ہے کہ حیرت آتی ہے۔ ایک شخص تم کو مارا کرتا ہے یا تمہارے بیٹے کو مارتا ہے اور گھر جاتا ہے تو اس کے بیٹے کو مارتا ہے اور گھر جاتا ہے تو اس کے بیٹے کو ترنج ہو جاتا ہے ایسے عجیب واقعات ہمارے سامنے موجود ہیں کہ خدا تعالیٰ کا منشاء ہے کہ جب بدلہ لینے لگو تو بھی بندوں کے متعلق رحم کا خیال رکھو۔ لیکن کئی لوگ جب بدلہ لینا چاہتے ہیں تو بد دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ اس کا بیڑہ غرق ہو تو اچھا ہے۔ بلکہ بعض تو مجھے خط لکھتے ہیں کہ فلاں نے ہمیں دکھ دیا ہے۔ دعا کریں کہ اس کا بیڑہ غرق ہو۔ میں انہیں لکھتا ہوں کہ تمہیں تو اس سے غرض ہے کہ تمہارا فائدہ ہو جائے اس بات سے کیا فائدہ کہ دوسرے کا بیڑہ غرق ہو مگر وہ اس پر مصر رہتے ہیں کہ ہم تو تب خوش ہوں گے جب دشمن کا بیڑہ غرق ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک کبڑی کی مثال

سنایا کرتے تھے اس سے کسی نے پوچھا کہ آیا تو یہ چاہتی ہے کہ تیرا کب سیدھا ہو جائے یا باقی لوگ بھی کبڑے ہو جائیں تو جیسا کہ بعض طبیعتیں ضدی ہوتی ہیں اس نے آگے سے یہ جواب دیا کہ مدتیں گزر گئیں۔ میں کبڑی ہی رہی اور لوگ میرے کبڑے پن پر ہنستے رہے اور مذاق کرتے رہے۔ اب یہ تو سیدھا ہونے سے رہا مزہ تو جب ہے کہ یہ لوگ بھی کبڑے ہوں اور میں بھی ان پر ہنس کر جی ٹھنڈا کروں اسی طرح کی

بعض حاسد طبیعتیں

ہوتی ہیں کہ انہیں اس سے غرض نہیں ہوتی کہ ان کی تکلیف دور ہو جائے بلکہ وہ یہ چاہتی ہیں کہ دوسرا تکلیف میں مبتلا ہو جائے۔ حالانکہ اگر نادان سوچیں تو انسان سے ہزاروں غلطیاں روزانہ ہوتی ہیں۔ اور اس کے دل میں بغض اور کینہ کپٹ نہ ہو تو ہزاروں لاکھوں گناہ جو یہ روزانہ کرتا ہے۔ مثلاً کبھی جھوٹ بولتا ہے کبھی بدظنی کرتا ہے۔ کبھی کسی سے درشت کلامی کرتا ہے کبھی کسی سے ہنس کر نہیں بولتا کبھی وقت پر بچوں کی تربیت سے غفلت کرتا ہے۔ بعض دفعہ بیوی کا حق ادا نہیں کرتا ایسی صورت میں جب قیامت کے دن ان غلطیوں کا طومار اس کے سامنے رکھا جائے گا تو اس وقت اس کے پاس کیا چیز ہوگی جو اس کے بدلے میں دے گا۔ اس وقت صرف ایک ہی چیز ہوگی جو بدلہ میں پیش کر سکے گا یعنی جس نے اپنے بھائیوں کے گناہ معاف کئے ہوں گے۔ اس وقت خدا تعالیٰ کہے گا کہ میرا بندہ دنیا میں دوسروں کے گناہ معاف کرتا رہا ہے۔ اور جب یہ بندہ ہو کر اپنے جیسے بندوں کے قصور معاف کرتا رہا ہے تو میں بھی [illegible]

ہو کر اس کے گناہ کیوں نہ معاف کروں. مجھے تو اسے سزا دیتے ہوئے شرم آتی ہے لیکن بعض لوگ اس قانون سے یہ

ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں

کہ قانون شکنی کو جرم نہیں سمجھتے اور خود بخود خیال کر لیتے ہیں کہ وہ قابل معافی ہیں۔ مثلاً جب نظام سلسلہ کے خلاف بعض لوگ حرکت کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے گناہ معاف کر دیئے۔ حالانکہ وہ اتنا نہیں سوچتے کہ اس فعل کی اصلاح ہونی چاہیئے اور معاف کرنا تو اس کے اختیار میں ہوتا ہے جس کا جرم کیا جائے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

کے پاس لوگ ایک عورت کا مقدمہ لائے جس نے چوری کی تھی چونکہ وہ ایک امیر گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ بعض لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اسے معاف کر دیا جائے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یہ سن کر جوش میں آ گئے اور آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔

تو معافی کے یہ معنے نہیں ہیں کہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے اور نہ مجرم کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ بطور حق کے معافی مانگے۔

معافی دینا اصل میں خدا کا کام ہے

اور اس نے بندہ کے گناہ معاف کرنے کی نیکی کو اس کی معافی کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور یہی چیز ہے جو خدا کے سامنے ان گناہوں کے طور کی سزا دینے سے اسے بچا سکتی۔

دیکھو خدا تعالیٰ کی تعلیم کس طرح حکمت سے بھری ہے ایک طرف حکم کرتا ہے کہ تو نیچا ہو کر بات اور دوسری طرف انکسار کو کہتا ہے کہ اگر کوئی تجھ پر ظلم کرتا ہے تو تجھ سے بدلہ مانگ تو اور کسی کے پاس جانا ہی کیوں ہے۔

اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ

پڑھتا ہے کہ اے خدا میں نے کسی کے پاس جا کر کیا لینا ہے۔ جبکہ محسن خدا موجود ہے۔ مگر جب انسان کی یہ حالت ہو کہ ادھر دوسرے کے دروازہ پر بھیک مانگتا پھرے اور خدا کا عہد توڑ دے تو اسے مدد کیا ملتی ہے لیکن اگر بندہ اللہ تعالیٰ سے کام جائے تو پھر وہ یقیناً ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے نقصان کی تلافی ہو جائے۔ کیونکہ جو شخص خدا تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے۔ خدا اس کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑتا۔

(الفضل ۲۶ فروری ۱۹۶۳ء)

ارڈو ضلع رانچی میں ایک کامیاب مناظرہ

از مکرم سید فضل عمر صاحب مبلغ جماعت احمدیہ مقیم ارڈو ضلع رانچی

خاکسار تقریباً دو ماہ سے ارڈو ضلع رانچی میں مرکز کی ہدایت کے ماتحت دینی امور سر انجام دے رہا ہے۔ تقریباً روزانہ مختلف مقامات سے آئے ہوئے غیر احمدی علماء اور عوام سے بحث مباحثہ کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اب بھی حضور علیہ السلام کی برکت اور بزرگان سلسلہ کی دعاؤں سے حضور کے ادنیٰ غلاموں کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہے۔ جو بھی مقابل پر آیا وہ ناکام ہو کر واپس ہوا۔ غیر احمدی علماء کی شکست کی وجہ سے شور و شر ہنگامہ آرائی سے بھی دوچار ہونا پڑا۔ باوجود اس کے امام اللہ کے شریف النفس انسان مکرم حاجی ضمیر الدین صاحب نے ایک دستی خط لکھ کر روانہ کیا کہ ہم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیات و ممات از روئے قرآن پبلک جلسہ میں اپنے علماء کے ہمراہ سننا چاہتے ہیں۔ امن کے ہم ذمہ دار ہیں اور کسی قسم کا کوئی شور و شر نہیں ہوگا۔ اور ہم اپنے علماء کو لیکر ٹھیک دس بجے ۱۵ مئی ۶۳ء کو مقام مذکور میں پہنچ جائیں گے۔ وغیرہ ذالک۔

حسن اتفاق سے مکرم مولوی سید بدر الدین صاحب معلم وقف جدید بلہ دو تین روز قبل ارڈو تشریف لائے ہوئے تھے باہم مشورہ سے یہ طے پایا کہ جب وہ اور ان کے ساتھی امن کے ذمہ دار ہیں تو ہمیں انکار نہیں کرنا چاہیئے۔

چنانچہ تاریخ مقررہ پر ہم اپنی جگہ موجود رہے۔ اور ان کا انتظار کرتے رہے مگر وہ اپنے وعدہ کے مطابق دس بجے تک نہ پہنچے۔ آخر چار بجے شام کے قریب وہ لوگ ایک بہت بڑے ہجوم کے ساتھ اپنے مولویوں کے ہمراہ آ پہنچے۔ وقت بہت کم تھا اس لئے مختصر سی گفتگو کے بعد مناسب سمجھا گیا کہ اس تھوڑے سے وقت میں عوام کی خواہش کے پیش نظر کچھ نہ کچھ سنا یا جائے چنانچہ انہیں لوگوں کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے صرف دو مقرر طے کئے گئے اور طے پایا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے خاکسار (سید فضل عمر کٹکی) مناظر مقرر ہوا۔ اور فریق ثانی کی طرف سے مولانا عبد الغفار صاحب مظفر نگر یوپی۔ اور صدر فریق اول مولوی سید بدر الدین صاحب اور صدر فریق ثانی مولانا محمد نظام الدین صاحب صدر جمعیۃ العلماء رانچی قرار پائے۔

موضوع وفات و حیات مسیح علیہ السلام مقرر ہوا اور سند کے لئے قرآن کریم مع ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب۔ ہر مقرر کے لئے ۲۵ منٹ دیئے گئے۔ وقت کے مناسب حال خاکسار نے اپنی باری پر قرآن کریم کے آٹھ دلائل سے ثابت کیا کہ ان سے بیّن طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام رسول پاک اور دیگر انبیاء کی طرح وفات پا گئے ہیں۔ اور لفظ توفّی کے لئے ہم نے انعامی چیلنج بھی دے دیا۔ نیز اعلان کیا کہ ہمارے مخالف مناظر قرآن کریم کے کسی ترجمہ سے زندہ جسم کے ساتھ آسمان پر جانا ثابت کر دیں تو منہ مانگا انعام پائیں۔ اس کے مقابل پر فریق ثانی کے مناظر مولانا عبد الغفار صاحب مظفر نگر یوپی ان دلائل کی تردید نہ کر سکے۔ بڑی مشکل سے اپنا وقت گذارا۔ اور مطلوبہ ایک بھی حوالہ نہ دکھا سکے۔ الحمد للہ کہ خدا تعالےٰ کا خاص فضل شامل حال رہا۔ ہمارے صدر صاحب جماعت احمدیہ اور مکرم مولوی محمد حبیب اللہ صاحب اور دیگر مخلصین نے بہت سے ضروری کام سر انجام دیئے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرہ۔

احباب اور بزرگان جماعت سے مؤدبانہ دعا کی درخواست ہے کہ خداوند کریم ہمارے ان نو مبائعین کو استقامت عطا کرے۔ اور ہم سب کی حقیر خدمات کو بپایۂ قبولیت جگہ دے۔ اور سعید روحوں کو احمدیت کے نور سے جلد از جلد مستور ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز از راہ کرم احباب جماعت اپنی خاص دعاؤں میں اس عاجز کو بھی یاد رکھیں۔

خاکسار:
سید فضل عمر کٹکی عفا اللہ عنہ
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔

درخواستہائے دعا

۱۔ میرا امتحان عنقریب شروع ہو رہا ہے۔ احباب کرام میری ظفر مندی کے لئے دعا فرماویں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار محمد ادریس سیکنڈ ماسٹر سیکنڈری سکول ڈجکوٹ ڈسٹرکٹ لائلپور

۲۔ عزیزم کمال الدین حبیب احمد امسال بی۔ ایس۔ سی۔ کے سیکنڈ ایئر (آنرز) کا امتحان گورنمنٹ کالج لاہور سے دے رہا ہے۔ عزیزم واقف زندگی ہے۔ اس کی اعلےٰ اور نمایاں کامیابی کے لئے درخواست ہے۔ تاکہ خداوند تعالےٰ عزیز کو زمانے کے بُرے اثرات سے محفوظ رکھ کر اسلام کا خادم بنائے۔

میں نے تبلیغ میں زیادہ آسانی کی خاطر امسال بی۔ اے (انگلش) کا امتحان دیا ہوا ہے۔ میرے لئے بھی دعا فرماویں کہ خداوند تعالےٰ مجھے احمدیت کے لئے پہلے سے زیادہ قربانیاں کرنے کی توفیق دے۔

روشن الدین احمد واقف زندگی۔

۳۔ میری خالہ صاحبہ آج کئی دنوں سے سخت بیمار ہیں۔ پیٹ میں شدید درد ہے۔ پاخانہ پیشاب صاف نہیں ہوتا۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ اپریشن کیا جائے گا۔ مریضہ کی حالت بہت ہی خراب ہے۔ بزرگان جماعت صدر انجمن قادیان و ربوہ کی خدمت میں التجا ہے کہ دردِ دل سے خداوند کریم سے دعا فرماویں کہ وہ اپنے فضل سے میری خالہ صاحبہ کا یہ اپریشن کامیاب ہو اور ان کو جلد از جلد شفا بخشے و کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار محمد سعید احمدی کٹک

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

احمدیہ مشن ہاؤس میں مختلف ممالک کے زائرین کی بکثرت آمد

متعدد تقاریب پر اہم تقاریر قرآن پاک کا درس لٹریچر کی وسیع اشاعت

رپورٹ ماہ جنوری فروری مارچ ۱۹۶۳ء

مکرم صلاح الدین خاں صاحب بی۔اے مبلغ ہالینڈ

عرصہ زیر رپورٹ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہالینڈ مشن نے اسلام اور احمدیت کے تبلیغ کرنے میں اپنی حقیر مساعی کو برابر جاری رکھا۔ مشن ہاؤس میں زائرین کی آمد کا سلسلہ تو قریباً روزانہ جاری رہا۔ مشن ہاؤس میں پبلک میٹنگز کا انتظام بھی کیا گیا۔ مختلف گروپس کی آمد اور ان کے سامنے اسلام پر تقاریر۔ مشن سے متعدد تقاریب اور میٹنگوں میں شرکت۔ ہیگ اور ہیگ سے باہر گوناگوں انجمنوں اور کلبوں اور سوسائیٹیوں کی دعوت پر تقاریر کی صورت میں بھی اسلام کا پیغام پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔ کہ اب باشندگانِ ہالینڈ میں اسلام سے دلچسپی پہلے سے بہت بڑھ چکی ہے۔

مشن ہاؤس میں تقاریر

عرصہ زیر رپورٹ میں مسجد میں بھی تقاریر کا انتظام ہوتا رہا۔ اسلام سے متعلق معلومات پر تین تقاریر کی گئیں۔ یہ تینوں تقاریر مختلف وقتوں میں خود امام مسجد ہالینڈ محترم حافظ قدرت اللہ صاحب نے کیں۔ پہلی میٹنگ میں "قرآن اور حدیث" کے موضوع پر اور دوسری میں "آنحضرت صلعم کے حالات زندگی اور تیسری میٹنگ" میں امام صاحب عام اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالی۔ اس کورس کے لئے ہم نے اخبارات میں بھی اعلان کروا دیا۔ اس کے علاوہ ایک ہزار کے قریب ہینڈ بل بھی تقسیم کر دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کورس کا یہ سلسلہ توقع سے بڑھ کر کامیاب رہا۔ حاضری تینوں مرتبہ ہمارے گمان سے زیادہ رہی۔

دوسری تقریر کے دن باوجودیکہ موسم انتہائی طور پر خراب تھا یعنی شدید قسم کی آندھی تھی۔ اور بارش بھی تھی۔ تاہم احباب اس میں شامل ہوئے۔ تینوں مواقع پر تقریر کے بعد سوالات کا موقعہ بھی دیا گیا اور حاضرین نے بھی اس سے خوب فائدہ اٹھایا۔ نیز آنے والے احباب کو لٹریچر دیا گیا۔

ایک دن ڈلفٹ Delft سے ۲۰ افراد پر مشتمل ایک گروپ مسجد آیا ان کے سامنے بھی مکرم امام صاحب نے اسلام پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ اور ۲½ گھنٹے تک تبادلہ خیالات جاری رہا۔ اسی طرح ایک بار رمضان کے مہینے میں روٹرڈم سے ایک گروپ اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے مسجد آیا۔ یہ ہمارے درس قرآن کا وقت تھا۔ مسجد میں درس کے لئے احباب بیٹھے ہوئے تھے۔ مکرم حافظ صاحب نے خاکسار کو درس کے لئے مقرر کر کے انہیں میٹنگ میں لے جا کر بٹھایا۔ اور ڈیڑھ گھنٹہ تک ان کے سامنے اسلام پر گفتگو کی۔ اور مسجد دکھائی گئی اور لٹریچر دیا گیا۔

باہر کی مجالس میں تقاریر

ہالینڈ کے لوگوں میں اسلام سے بڑھتی ہوئی دلچسپی کا کچھ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس دوران میں قریباً ہر پانچ چھ روز بعد کسی نہ کسی کلب یا ایسوسی ایشن کی طرف سے اسلام پر تبادلہ خیالات کے لئے امام مسجد ہالینڈ کو دعوت موصول ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ جنوری میں ہیگ میں یوگا ایسوسی ایشن کی دعوت پر جناب حافظ صاحب وہاں تشریف لے گئے۔ اور اسلام پر تقریر کی۔ اس کے بعد ہیگ سے بہت دور ہالینڈ کے بالکل شمال میں فریس لینڈ کے ایک چرچ میں جناب امام صاحب کو اسلام پر بولنے کا موقعہ ملا۔ پھر روٹرڈم میں ایک ریفارمڈ چرچ گروپ کی طرف سے بھی اسلام پر گفتگو کے لئے دعوت موصول ہوئی۔ پھر جرمن بارڈر کے قریب ایک جگہ ماسٹرخت

maastricht میں ایک کیتھولک گروپ میں اسلام پر اظہار خیال کے لئے جناب حافظ صاحب تشریف لے گئے۔ ۲۰۰ کے قریب سامعین تھے جن میں سے دو تہائی کیتھولک پادری اور ننوں پر مشتمل تھا۔

اس کے بعد ارنہم arnhem میں ایک بہائی کانفرنس میں جہاں مختلف مذاہب کے نمائندے بلائے گئے تھے مکرم امام صاحب کو اسلام پر تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ اسی طرح ایک ماہ ایک مرتبہ خاکسار کو بھی لائیڈن میں یونیورسٹی طلباء کے ایک گروپ میں "حضرت مسیح قرآن کی نظر میں" کے عنوان پر تقریر کے لئے دعوت ملی۔

فروری کے مہینے میں رمضان المبارک اور عید الفطر کی تیاری کی وجہ سے بے حد مصروفیات رہیں۔ تاہم مکرم حافظ صاحب دو مرتبہ ڈلفٹ تشریف لے گئے اور وہاں کالج کے طلباء سے خطاب کیا۔ اور ایک مرتبہ خاکسار نے لائیڈن میں ایک میٹنگ میں اسلام پر گفتگو کی۔

مارچ میں جناب امام صاحب نے باہر کی پانچ مجالس میں لیکچر دیئے۔ ایمسٹرڈم میں ینگ مین جنرل ایسوسی ایشن سے خطاب کیا۔ ہیگ میں ایک ہیومنسٹ گروپ میں تقریر کی۔ اس کے بعد پھر ہیگ ہی میں کسی چرچ سے متعلق نوجوانوں کے ایک گروپ کی دعوت پر مکرم حافظ صاحب اسلام پر اظہار خیال کے لئے تشریف لے گئے۔ ۱۹ مارچ کو ڈلفٹ یونیورسٹی سے متعلق ایک ہیومنسٹ گروپ نے اسلام پر تبادلہ خیالات کے لئے دعوت دی۔ چنانچہ مکرم حافظ صاحب مقررہ وقت پر تشریف لے گئے۔ خاکسار بھی ہمراہ تھا لنچ کے بعد مکرم حافظ صاحب نے احسن پیرایہ میں تقریر کرتے ہوئے اسلام کے بعض ان پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا۔ جو ہمدردی بنی نوع انسان سے متعلق ہیں۔ تقریر کے لئے صرف ۴۵ منٹ وقت دیا گیا تھا مگر اس تنگ وقت میں بھی آپ نے اسلامی تعلیمات کے محاسن پر روشنی ڈالتے ہوئے بہت موثر تقریر کی۔ تقریر کے بعد سوالات کے لئے بھی وقت دیا گیا۔ مکرم حافظ صاحب نے سب سوالات کے حسن پیرایہ میں جواب دیئے خاکسار کو بھی چند ایک افراد سے تبادلہ خیالات کا موقعہ ملا۔ اس کے بعد ایمسٹرڈم کی نمائندگی کی دعوت ملی۔ چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ آپ نے اسلامی نماز اور دعا کا تصور واضح کیا۔ یہ کانفرنس بہت بڑے پیمانہ پر منعقد کی گئی تھی۔ جو تین روز تک جاری رہی۔ اس کانفرنس کا انتظام ۳۰ مختلف تنظیموں کی متحدہ کوشش سے ہوا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ ایسی کانفرنس میں اسلام کی نمائندگی کے لئے ہمیں دعوت دی گئی۔

اسی ماہ کے آخر میں خاکسار کو بھی لائیڈن میں یونیورسٹی کے طلباء کی ایک مجلس جس میں متعدد غیر ملکی طلباء بھی شامل تھے ہستی باری تعالیٰ اور اس سے تعلق کے موضوع پر نصف گھنٹہ تک بولنے کا موقعہ ملا۔ تقریر کے بعد قریباً دو گھنٹے تک محفل رہی۔ جس میں موضوع سے متعلق تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

بیرونی تقاریب

مشن میں اور مشن سے باہر تقاریر کے علاوہ جناب امام صاحب کو اور کاہے بگاہے خاکسار کو متعدد بیرونی تقاریب و مجالس میں شمولیت کا موقعہ بھی ملا۔ مکرم امام صاحب نے ہیگ میں لڑکوں سکول کی دو تقاریب میں شرکت کی جہاں کئی دوستوں سے تبادلہ خیالات ہوا۔

ایک اور مجلس پریس کانفرنس تھی جس میں پریس کے بہت سے نمائندے آئے ہوئے تھے۔ یہ مجلس بھی کافی پُر لطف رہی۔

انہی دنوں ڈچ عرب سرکل کی ایک بہت اہم میٹنگ منعقد ہوئی۔ مکرم حافظ صاحب نے اس میٹنگ میں بھی شرکت کی اور اس موقعہ پر کئی افراد سے تبادلہ خیالات کا موقعہ ملا۔

ایک ڈچ دوست نے خاکسار کو اپنی سالگرہ کی تقریب پر دعوت دی۔ اس محفل میں ۱۵ افراد شامل تھے۔ اسلام پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا اور ہر ایک کو لٹریچر دیا گیا

ایمسٹرڈم میں یہاں کے ایک مشہور مستشرق نے اسلام پر تقریر کی۔ مکرم حافظ صاحب اس میٹنگ میں تشریف لے گئے اور مقرر سے خاص طور پر تبادلہ خیالات کیا جو نتیجہ خیز ثابت ہوا۔ ہیگ میں ہیومنسٹ گروپ کی ایک میٹنگ میں خاکسار کو جانے کا موقعہ ملا۔ مقرر نے جنگ اور امن عالم کے موضوع پر تقریر کی۔ تقریر کے بعد خاکسار نے متعدد سوالات کئے اور اسی طرح دیر تک تبادلہ خیالات ہوا۔

رمضان المبارک میں درس قرآن

گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی مسجد

(باقی صفحہ پر)

ایک عیسائی مبلغ کا قبولِ احمدیت

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری مولوی فاضل، نائب انچارج احمدیہ مسلم مشن

(حیدر آباد)

ایک دن احمدیہ مسلم مشن حیدر آباد کے پتہ پر ایک عیسائی مبلغ عبد القادر صاحب کا خط آیا کہ مجھے ایک کتاب ملی ہے جس کے بارہ میں چند امور دریافت طلب ہیں۔ اس لئے ملاقات کا وقت دیا جائے۔

خاکسار نے اس خط کے جواب میں انہیں لکھا کہ:

"احمدیہ جوبلی ہال (مشن ہاؤس) کے دروازے متلاشیانِ حق کے لئے چوبیس گھنٹے کھلے ہیں لہٰذا آپ جب چاہیں مشن ہاؤس میں آکر دریافت طلب امور کے بارہ میں گفتگو کر سکتے ہیں۔"

چنانچہ وہ وعدہ کے بعد موصوف مشن ہاؤس میں تشریف لے آئے۔ اس وقت خاکسار کے علاوہ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب (جن کو خدا تعالیٰ نے امسال حج بیت اللہ کی توفیق عطا فرمائی ہے) انچارج احمدیہ مسلم مشن آندھرا پردیش بھی موجود تھے۔ قریباً دو گھنٹے تک عیسائی مبلغ کے ساتھ گفتگو ہوئی جس سے وہ بہت متاثر ہوئے۔ اس دن کے بعد اکثر اوقات موصوف مشن ہاؤس میں تشریف لاتے رہے اور تبلیغی گفتگو ہوتی رہی۔ اسی اثناء میں یعنی مارچ کی ۲ اور ۳ تاریخ کو حیدر آباد میں جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوا۔ اس میں شرکت کے لئے مدراس سے مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی اور بمبئی سے مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ چنانچہ خاکسار نے عبد القادر صاحب کو ان معزز علماء کرام کی آمد اور جلسہ سالانہ کے انعقاد کی اطلاع دی۔ اطلاع ملتے ہی وہ مشن ہاؤس تشریف لائے۔ ان مولوی صاحبان نے بھی مختلف حوالہ جات سے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت، وفاتِ عیسیٰ علیہ السلام، بائبل میں تحریف وغیرہ امور کے بارہ میں وضاحت کر دی۔ اس کے علاوہ جلسہ سالانہ کی تقاریر سے بھی خصوصاً چوہدری مبارک علی صاحب کی تقریر "پیغامِ آسمانی" سے بہت متاثر ہوئے اور اس گھڑی عیسائیت سے توبہ کی اور اسلام قبول کرنے کی طرف آمادگی کا اظہار فرمایا۔

مکرم چوہدری مبارک علی صاحب مورخہ ۷ مارچ کو قادیان جا رہے تھے چوہدری صاحب اپنے ہمراہ عبد القادر صاحب کو بھی قادیان ساتھ لے گئے اور وہاں کے روحانی ماحول سے واقف کرایا نیز انہیں قادیان میں ایک جلسہ کو مخاطب کرنے کا بھی موقعہ ملا۔ ایک ہفتہ کے بعد موصوف حیدر آباد واپس آ گئے اور اپنے قبول احمدیت کا اعلان فرمایا۔

دار الامان قادیان کی روحانی زندگی اور اخلاق فاضلہ سے آپ اتنے متاثر ہوئے کہ ان کی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان رہے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ہر معمولی سے معمولی درویش بھی اپنے اندر تبلیغ اسلام کا ایک جنون رکھتا ہے۔ بظاہر معمولی سے معمولی درویش بھی اپنے اندر تبلیغ اسلام کا ایک جنون رکھتا ہے۔ بظاہر معمولی کپڑوں میں سیدھے سادے رنگ میں ہر کوئی نظر آ رہا ہے۔ لیکن کوئی بڑے سے بڑا پادری بھی ان کے سامنے نہیں ٹک سکتا۔ ان لوگوں کو دنیا و مافیہا کی کوئی خبر یا کوئی دلچسپی نہیں۔ ان کی دنیا ہی سب سے الگ اور سب سے نرالی ہے۔

مکرم عبد القادر صاحب کے قبول احمدیت کے واقعات اور تاثرات قادیان بیان کرنے کے لئے احمدیہ جوبلی ہال میں مجلس خدام الاحمدیہ کا اجلاس بلایا گیا جس میں موصوف نے جو تقریر کی اس کا ایک حصہ ناظرین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔

"میں اپنے وہ حالات بیان کرنا چاہتا ہوں جس کی وجہ سے میں عیسائیت سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہو گیا۔ میں حیدر آباد (دکن) کے ایک مسلم گھرانے میں پیدا ہوا۔ بچپن سے ہی میں سماج میں مروّج نظام کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگا تھا۔ اور اس نظام کے مقابل میں اشتراکیت یعنی کمیونزم کو بہت فوقیت دیتا تھا۔ حتیٰ کہ میں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا شروع کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں ۱۹۵۲ء میں پولیس نے خاکسار کو گرفتار کر لیا۔ اور ایک ہی وقت میں عدالت میں میرے خلاف چودہ مقدمات دائر کئے گئے جن میں مجھے تین برس کی سزا سنائی گئی۔ میں حوالات میں اسی کوشش میں لگا رہا کہ کسی نہ کسی طرح فرار ہو جاؤں۔ چنانچہ اس کے دو ہفتہ بعد ہی میں اپنی کوشش میں کامیاب رہا۔ اور ایک رات کو دو اور چار بجے کے درمیان پولیس چلوٹ محبوب نگر کی حوالات سے فرار ہو گیا۔ حالانکہ حوالات کے اندر میرے علاوہ ۱۰۰ اور قیدی تھے۔ اور باہر پولیس کا پہرہ بھی موجود تھا۔ اور حوالات بصورت مقفّل تھا۔ میں فرار ہو کر سیدھا اپنے گھر پہنچا اور اپنے بیوی بچوں سے ملاقات کر کے ان سے رخصت ہوا۔ اور روپوشی اختیار کی۔

اس دوران میں میں اخبارات کا مطالعہ نہیں کر سکا۔ مگر میرے بھائیوں کا کہنا ہے کہ میری فراری کی خبر فوٹو کے ساتھ ۱۴ فروری ۱۹۵۳ء کے اخبار "انگارہ" حیدر آباد میں شائع ہوئی تھی۔ اور ان کو اسی ذریعہ سے میری فراری کی خبر ملی تھی۔ اس فراری کے بعد میں نے پورے پانچ سال تک ہندوستان کے مختلف مقامات میں رہائش اختیار کی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے جیل کا جانا اور جیل میں عیسائیت قبول کرنا اور تقریباً پانچ سال تک عیسائی رہنا اور تین سال تک عیسائی مبلغ کی حیثیت سے کام کرنا اور پھر آخر میں احمدیت کی آغوش میں آ جانا مقدر فرمایا تھا۔ اس لئے میں نے ۱۹۵۸ء میں حیدر آباد کا رخ کیا۔ مجھے یہ قانون اچھی طرح معلوم تھا کہ کوئی شخص سزا یافتہ ہو اور وہ اپنی سزا کی میعاد پوری کئے بغیر فرار ہو جائے تو اس کا وارنٹ عمر بھر بھی منسوخ نہیں ہوتا۔ یہ جاننے کے باوجود میں حیدر آباد میں داخل ہوا۔ اور ضلع ورنگل میں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ اور دوبارہ جیل میں ڈال دیا گیا۔ جیل کے اندر اتفاق سے ایک عیسائی پادری سے ملاقات ہوئی۔ اور انہوں نے مجھے تبلیغ کرنی شروع کی دوران گفتگو مجھے بتایا کہ ہر انسان بشمول انبیاء و پیغمبروں کے دنیا میں گنہگار پیدا ہوتا ہے کیونکہ ابو الآباء حضرت آدم کے ذریعہ دنیا میں گناہ کا بیج بویا گیا۔ اور یہ گناہ تمام انسانوں میں سرایت کر گیا۔ لہٰذا تمام بنی نوع انسان خدا کے جلال اور اس کے قرب سے محروم ہیں۔ جب تک انسان میں گناہ موجود رہے گا تب تک وہ نجات یافتہ نہیں ہو سکتا۔ اسلئے اگر انسان نجات یافتہ بننا اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہیئے کہ وہ خداوند یسوع پر ایمان لائے۔ کیونکہ یسوع ہی دنیا کا نجات دہندہ ہے کیونکہ اُنہوں نے دنیا کے گنہگاروں کی نجات کے لئے اپنی جان بطور فدیہ کے دے دی ہے۔ وہ پادری صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ تمہاری نجات بھی عیسیٰ مسیح پر ایمان لانے کے نتیجہ میں ہی ہو سکتی ہے۔

چونکہ میں بھی یہ بات سن چکا تھا جیسے کہ غیر احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ بڑے بڑے نبیوں سے بھی گناہ سرزد ہو چکا تھا جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے وغیرہ وغیرہ اس کے برعکس حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر بٹھائے رکھنا اور آخری زمانہ میں امتِ محمدیہ کی بہبودی کے لئے اُتارنا وغیرہ غیر احمدی عقائد مجھے حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت قبول کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوئے اور میں جیل کے اندر ہی الوہیت مسیح کو تسلیم کر کے عیسائی بن گیا اور عیسائی ہونے کا اعلان بھی کر دیا۔

بلکہ ان خیالات کی باقاعدہ تبلیغ بھی شروع کر دی۔ جس کی وجہ سے مجھے جیل کے اندر ہی مسلمانوں نے زد و کوب کرنا شروع کر دیا۔ اس کے تین سال بعد یعنی دسمبر ۱۹۶۱ء کو میں رہا کر دیا گیا۔ اس کے بعد میں ایک آزاد واعظ کی حیثیت سے حیدر آباد و مضافات میں عیسائیت کا پرچار کرتا رہا جنوری ۱۹۶۲ء میں اتفاق سے ایک کتاب ہاتھ آ گئی جس کا نام "دعوت الی اللہ" ہے۔ اس کتاب میں مسیح ناصری اور مسیح محمدی کی مماثلت پر بحث کی گئی تھی۔ منجملہ اور باتوں کے ایک قابل غور امر یہ بھی لکھا گیا تھا کہ پطرس جو مسیح ناصری کا سب سے پہلا اور بڑا خلیفہ تھا۔ اس کی وفات کے بعد کلیسیا میں دو جماعتیں بن گئیں۔ ایک گروہ حضرت مسیح کو ابن اللہ اور دوسرا گروہ نبی اللہ مانتا تھا۔ پہلے گروہ کا لیڈر پولوس اور دوسرے گروہ کا لیڈر یعقوب تھا۔ میرے دل میں اس بات کی جستجو پیدا ہوئی کہ وہ دوسرا گروہ جو یعقوب کا بتایا گیا ہے اور حضرت مسیح کو نبی اللہ مانتا تھا وہ کونسا گروہ ہے۔ کیونکہ میں نیا عہد نامہ (انجیل) کئی دفعہ پڑھ چکا ہوں۔ مگر اس عقیدہ اور اس گروہ کے بارے میں کچھ بھی معلومات موجود نہیں ہیں۔ اس کتاب کے مصنف نے یہ مواد کہاں سے فراہم کیا ہے۔ میں نے یہ معلوم کرنے کے لئے جوبلی ہال کی طرف رُخ کیا۔ میرے دل میں پوشیدہ طور پر یہ خیال بھی تھا کہ اس بہانے سے ان لوگوں کو کچھ تبلیغ بھی کروں گا۔ مشن ہاؤس میں مکرم چوہدری مبارک علی صاحب مولوی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن آندھرا پردیش اور ان کے نائب مولوی محمد عمر صاحب موجود تھے۔ چوہدری صاحب موصوف نے مجھے بائبل کے مختلف حوالہ جات کے ذریعے ثابت کیا کہ حضرت مسیح ناصری صرف ایک نبی اللہ تھے جو صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف بھیجے گئے تھے نہ کہ سارے جہان کے لئے۔ چنانچہ متی باب ۱۵ آیت ۲۴ میں حضرت مسیح کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا"۔

نیز چوہدری صاحب نے عیسائیوں کے اس عقیدے کی بھی تردید کی کہ حضرت مسیح صلیب پر مرنے کے بعد تین دن تک مرے رہے۔ اس کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر آسمان کی طرف اُٹھائے گئے۔ حضرت مسیح نے نشان طلب کرنے والوں کو جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس زمانہ کے بُرے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان اُن کو نہ دیا جائے گا کیونکہ

جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر ہی رہے گا (متی باب ۱۲ آیت ۴۰، ۳۹) یونس نبی کے نشان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام زندہ ہونے کی حیثیت سے ہی مچھلی کے پیٹ میں گئے۔ اور تین دن تک اس کے اندر رہے اور زندہ ہونے کی حیثیت سے ہی اس سے باہر نکلے تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح کو بھی زندہ ہونے کی حیثیت سے ہی غار کے اندر لے جائے گئے اور تین دن رات وہاں رہنے کے بعد زندہ ہونے کی حیثیت سے ہی اس قبر نما غار کے اندر سے باہر نکلے۔ ایسے کئی حوالہ جات مولوی صاحب نے مجھے دکھائے۔ نیز انہوں نے بتایا کہ دنیا میں مامور من اللہ اس لئے آتے ہیں کہ وہ انسان کے اندر روحانیت کو قائم کریں چنانچہ خدا تعالیٰ نے مختلف اوقات میں مختلف علاقوں میں اپنے نبیوں کو مبعوث فرما کر روحانیت کا پیغام دنیا والوں کو پہنچایا۔ مگر مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ دنیا والے اس آسمانی پیغام کو بھلاتے رہے۔ اور ایسے نبیوں کو ہی خدا کے بیٹے یا خود انہیں مجسم خدا بنانے لگے۔ جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق خدا یا خدا کا بیٹا مان کر عیسائی لوگ گمراہ ہوئے اور اس گمراہی کو دور کرنے کے لئے سابقہ پیشگوئیوں کے ماتحت (دیکھو استثنا باب ۳۳ آیت ۲) اللہ تعالیٰ نے کوہ فاران کی وادیوں میں سے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ ایک آتشیں شریعت دے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اس کے علاوہ مکرم مولوی صاحب نے انجیل سے ایک زبردست حوالہ ایسا دیا جو میری زندگی میں انقلاب لانے والا تھا۔ اور اس طرح مجھے اس حوالے نے الضالین کے گروہ میں سے نکال کر مؤمنین کی سرحدوں میں لا کھڑا کر دیا۔ یا یوں کہیے کہ مجھے ایک گہری تاریکی سے نور کی طرف لایا۔ وہ حوالہ یہ ہے کہ یسوع مسیح نے فرمایا:

"اگرچہ انہوں نے خدا کو جان تو لیا مگر اس کی خدائی کے لائق اس کی بڑائی اور شکر گذاری نہ کی۔ بلکہ باطل خیالات میں پڑ گئے۔ اور اُن کے بے سمجھ دلوں پر اندھیرا چھا گیا۔ وہ اپنے آپ کو دانا جتا کر بیوقوف بن گئے۔ اور غیر فانی خدا کے جلال کو فانی انسان اور پرندوں اور چوپاؤں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت میں بدل ڈالا۔"
(رومیوں باب ۱ آیت ۲۱ تا ۲۳)

غرض اس طویل گفتگو کے بعد اسلام کی صداقت کا میں پوری طرح قائل ہو گیا تھا۔

اس گفتگو کے بعد بھی کئی دفعہ میں جوبلی ہال میں آتا جاتا رہا۔ اسی اثناء میں مورخہ ۲ / ۳ مارچ ۱۹۶۳ء کو جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں مکرم چوہدری مبارک علی صاحب نے آسمانی پیغام کے عنوان سے ایک مدلل تقریر کی جس نے میرے تمام شکوک و شبہات دور کر دیئے۔ اور میں نے اسی گھڑی یہ فیصلہ کر لیا کہ میری نجات احمدیت جو کہ حقیقی اسلام ہے کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے۔ اور میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ میں مشرف باسلام ہو جاؤں گا۔

"اب خدا تعالیٰ کے فضل سے میں نہ صرف احمدی ہوں بلکہ احمدیہ جماعت کے ایک ادنیٰ سپاہی کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں"۔

مکرم عبد القادر صاحب کی دلچسپ تقریر کا ایک مختصر حصہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔

خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ جب سے عبد القادر صاحب نے بیعت کی ہے اُس وقت سے ہمیشہ اُن کو تبلیغ کا ہی جنون ہے اور اپنا تمام اوقات تبلیغ اسلام میں ہی صرف کر رہے ہیں۔ موصوف ایک نہایت ہی جوشیلے اور سرگرم نوجوان ثابت ہوئے ہیں عیسائی مشن سے حاصل ہونے والی تمام مراعات کو خیرباد کہہ کر اب نہایت ہی سادہ زندگی بسر کر رہے ہیں

تمام احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے اور سلسلہ کا مفید وجود بنائے۔ آمین۔

ایک مفید کتاب

مکرم سید حسین صاحب ذوقی مرحوم کی نظموں کا مجموعہ "شہر احمدیت" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں تاریخ احمدیت کے واقعات منظوم درج ہیں۔ احباب اس کتاب کو خرید کر اس کی اچھی نظمیں اپنے بچوں کو یاد کرائیں

ملنے کا پتہ: میر احمد صادق صاحب ایم۔ اے آستانہ ذوقی محلہ خسرو گنج حیدر آباد۔

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام ۔ بقیہ صـ۷

احمدیہ ہالینڈ میں رمضان میں نماز عشاء درس قرآن مجید کا انتظام ۔ ماہ رمضان کے شروع ہونے سے قبل ہی ہم نے لوکل اخبارات میں اس کا اعلان کروا دیا تھا۔ علاوہ ازیں سرکلر کے ذریعہ بھی احباب کو ماہ رمضان المبارک کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی گئی خاکسار اور مکرم حافظ صاحب روزانہ ایک پارہ کا درس دیتے رہے۔ رمضان کا مہینہ ایسے وقت میں آیا جبکہ یہاں سردی کا جوبن پر تھی۔ اور اس یورپ میں جس شدت کی برفباری ہوئی گذشتہ سو سال میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ٹمپریچر نقطہ انجماد سے بیس بیس تیس تیس درجے نیچے رہا۔ سڑکوں، فٹ پاتھوں اور خالی گوشوں میں برف کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ مگر ایسے خطرناک موسم میں بھی ہمارے ڈچ مسلم دوست روزانہ نماز کو درس کے لئے پہنچتے رہے ہیں۔ ان میں ہمارے ایسے بھائی اور بہنیں بھی ہیں جنہوں نے باقاعدہ رمضان المبارک کے سارے روزے رکھے ہیں۔ دنیوی عیش و آرام کے مرکز میں دین سے رغبت کا یہ مثال ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا باعث تھی اللہ تعالیٰ ان بھائی اور بہنوں کے ایمان میں مزید ترقی دے۔

رمضان کے اختتام پر ہماری عید الفطر کی تقریب بھی بفضل تعالیٰ نہایت کامیاب طور پر منائی گئی۔ عید کے لئے مختلف اخبارات میں اعلان کے علاوہ وعدہ دعوت نامے انفرادی طور پر بھی احباب کو بھجوائے گئے۔ اس مرتبہ عید کے نمازیوں کی حاضری بہت زیادہ تھی۔ اس سے قبل اتنی بھاری تعداد میں نماز پڑھنے والے کبھی نہیں دیکھے گئے۔ مسجد کے اندر اس قدر احباب تھے کہ شانے سے شانہ چھلتا تھا پھر اس کے ساتھ انٹرلنس ہال میں بھی نمازیوں کی قطاریں بن گئیں حالانکہ یہ جگہ غیر مسلم زائرین کے لئے تھی بعض احمدی ڈچ خواتین سے جگہ کی قلت کے باعث درخواست کرنا پڑی کہ وہ اوپر کی منزل پر جگہ بنا لیں۔ الغرض اس دفعہ نماز پڑھنے والوں کی اتنی کثرت تھی کہ جب انٹرلنس ہال میں بھی جگہ نہ رہی تو مجھے اور میرے ساتھ بعض اور دوستوں کو میٹنگ ہال میں جگہ بنانا پڑی۔

الاسلام

"الاسلام" ہمارا ڈچ ماہنامہ ہے۔ جسے محدود بجٹ کے پیش نظر سائیکلو سٹائل کر کے شائع کیا جاتا ہے۔ البتہ سرورق خوبصورت طبع شدہ ہوتا ہے۔ یہ رسالہ ہر ماہ مقررہ وقت پر تیار کر کے صد صد کی تعداد میں بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے۔ اور اسی دوران میں یہ رسالہ باقاعدہ شائع ہوتا رہا جس میں نومسلم دوستوں کے بھی بعض قیمتی مضامین شامل تھے۔

جمعہ کی نماز التزام سے ادا کی جاتی ہے جس میں ڈچ نومسلم دوستوں کے علاوہ مصر، ٹرکی، سورینام، پاکستان وغیرہ ممالک کے بھی احباب شامل ہوتے۔ ایک نماز جمعہ کے لئے روٹرڈم سے بیس مصری دوستوں کا ایک گروپ آیا۔ ہر نماز جمعہ کے بعد احباب میٹنگ ہال میں گھنٹہ دو گھنٹے تک ٹھہرتے ہیں اور اس طرح تبادلہ خیالات کا موقع ملتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر ہفتہ کے دن بھی دوپہر سے شام تک احباب کی آمد و رفت کا سلسلہ خاص طور پر جاری رہتا ہے۔ اس روز ممبران جماعت بھی آتے ہیں اور مشن ہاؤس کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔

عرصہ زیر رپورٹ میں مشن ہاؤس میں عربی اسباق کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

ان مصروفیات کے علاوہ جناب حافظ صاحب اور خاکسار نے مختلف اوقات میں ممبران جماعت اور دوسرے دوستوں سے تعلقات وسیع کرنے کی کوشش کی۔ مکرم حافظ صاحب نے جماعت کے دوستوں سے تعلق کو مضبوط کرنے کے لئے ایمسٹرڈم کا دو دفعہ سفر بھی کیا۔ خاکسار انسٹیٹیوٹ آف سوشل سٹڈیز اکنز و بیشتر جاتا رہا جہاں کئی غیر ملکی طلبہ سے واقفیت حاصل ہوئی۔

انہی ایام میں ہمارے ایک ڈچ دوست کو مشن کی طرف سے نیدرلینڈ ریڈیو سے اسلام پر تقریر کرنے کا موقع ملا۔

اسی طرح مکرم حافظ صاحب کی بھی ۱۵ منٹوں کی ایک تقریر نشر کی گئی۔

مشن میں زائرین کا سلسلہ کم و بیش روزانہ جاری رہتا ہے۔ ہیگ اور ہالینڈ کے دوسرے شہروں کے علاوہ دوسرے ممالک جرمنی، ٹرکی، مصر، نائجیریا، جنوبی افریقہ، انگلینڈ، ماریشس، سورینام وغیرہ ممالک سے بھی زائرین آتے ہیں جنہیں لٹریچر دیا جاتا ہے۔ اور بعض کے ساتھ کئی کئی گھنٹے تبادلہ خیالات ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان حقیر مساعی کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ اور ان کے بہتر نتائج پیدا کرے۔ آمین۔

(الفضل ۲۸ / مئی ۱۹۶۳ء)

افریقہ میں وسیع پیمانے پر اسلام کی پیشقدمی جاری ہے

(بقیہ صفحہ اوّل)

کی محبت اور اس کی رحمت و شفقت کے متعلق قرآن مجید کی یہ آیت اپنی جگہ نہایت درجہ واضح ہے اور جس کی موجودگی میں مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں کہ ’’میری رحمت ہر چیز پر محیط ہے‘‘۔ البتہ (عیسائیت کی طرح) اسلام کو شکسپیئر کے افسانوی کردار یعنی شائیلاک یہودی کے طور پر پیش نہیں کرتا کہ جو جسم سے نصف سیر گوشت کا ٹکڑا اکھاڑے بغیر بچارے گناہ معاف ہی نہیں کر سکتا۔

آیئے اب ہم اختصار کے ساتھ عیسائیوں اور مسلمانوں کی اخلاقی زندگی کے بنیادی اصولوں کا موازنہ کریں۔ اسلام شراب کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ برخلاف اس کے عیسائیت اس کے استعمال کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اسلام ہر قسم کے سودی کاروبار سے جو غریب انسانوں کا خون چوسنے کے مترادف ہے سختی سے روکتا ہے۔ بخلاف اس کے عیسائیت اس کی خاموش مؤید ہے۔ اسلام تعدد ازدواج کی اجازت دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک شخص کی سب بیویوں اور اُن سے پیدا ہونے والے بچوں کی قانونی حیثیت کو تسلیم کر کے انہیں مناسب تحفظ عطا کرتا ہے۔ برخلاف اس کے عیسائیت تعدد ازدواج کی اجازت نہیں دیتی لیکن کیا یہ ایک کھلا ہوا راز نہیں ہے کہ افریقہ، یورپ اور امریکی ممالک میں بہت سے نامی گرامی عیسائی ایسے ہیں جن کے گھر میں تو ایک ہی بیاہتا بیوی ہوتی ہے۔ لیکن گھر سے باہر انہوں نے ایک چھوڑ کئی کئی داشتائیں رکھی ہوتی ہیں؟ کیا اس صورت حال کو ہم اخلاق سے تعبیر کر سکتے ہیں؟ پھر ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کے حضور دن میں پانچ وقت حاضر ہو کر اس کی عبادت کرتا اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہے۔ لیکن تزکیہ نفس اور روح کی پاکیزگی کی خاطر ایک عیسائی دن میں کتنی بار اپنے خدا کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے؟ آخر میں برطانیہ کے لاٹ پادری نے محض اپنے عیسائی ساتھیوں کو خوش کرنے کے لئے جو کہا ہے کہ اسلام افریقہ میں وسیع پیمانہ پر پیشقدمی تو کر رہا ہے لیکن اس کی پیشقدمی عیسائیت کے لئے کسی خسارہ یا نقصان کا موجب نہیں ہے۔ میں ان کی توجہ مشہور امریکی رسالہ ’’لائف‘‘ کے اگست ۱۹۵۰ء کے شمارہ کی جانب مبذول کراتا ہوں جس میں لکھا ہے کہ اگر افریقہ میں ایک شخص عیسائیت قبول کرتا ہے تو اس کے بالمقابل اسلام دس آدمیوں کو اپنی آغوش میں کھینچ لیتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں اگر عیسائیت کو نقصان پہنچا کر نہیں تو پھر کس کو نقصان پہنچا کر یہ دس افریقی اسلام کی آغوش میں آتے ہیں؟ کیا اسلام اور عیسائیت کے علاوہ بھی کوئی اور مذہب ہے جو اس وقت افریقہ میں لوگوں کو اپنا حلقہ بگوش بنانے کی جدوجہد کر رہا ہے؟

ایم۔ آئی صوفی ــ کمپالہ

(دی یوگنڈا آرگس۔ ۲۰؍اپریل ۱۹۶۱ء)

احمدی مبلغ اسلام کا یہ جوابی مکتوب اس امر پر شاہد ناطق ہے کہ آج دنیا کے جس حصہ میں بھی عیسائیت یا کسی اور مذہب کی طرف سے اسلام پر حملہ ہوتا ہے تو اس کا دفاع کرنے کی سعادت صرف اور صرف جماعت احمدیہ کے مبلغین اسلام ہی کے حصہ میں آتی ہے۔ ہر محاذ پر یہی سینہ سپر ہو کر اسلام کا دفاع کرتے ہیں بلکہ جوابی حملوں کے ذریعہ ثابت کر دکھاتے ہیں کہ اسلام ہی سب دینوں سے افضل ہے اور دنیا کی نجات صرف اور صرف اسی کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ یہ وہی مبلغین اسلام ہیں جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں تیار ہوئے ہیں اور جو آپ ہی کے پیدا کردہ عدیم النظیر لٹریچر اور اس میں بیان کردہ صداقت اسلام کے دلائل قاطعہ سے پوری طرح مسلح ہیں۔ یہ آپ ہی کی قوت قدسیہ کا اثر اور آپ ہی کے پیش کردہ علم کلام کی برکت ہے کہ آج دنیا کے گوشے گوشے میں عیسائیت کے شدید حملوں کے خلاف اسلام کا نہایت کامیاب اور مؤثر دفاع ہو رہا ہے اور اس شان سے ہو رہا ہے کہ ہر جگہ عیسائیت پسپا ہو رہی ہے اور اسلام پوری دلیری سے آگے ہی آگے قدم بڑھا رہا ہے۔

اس میں شک نہیں یہ محض ایک جھوٹی تسلی ہے۔ جو آرچ بشپ نے اپنے اور دوسرے عیسائیوں کے مایوس دلوں کو دینے کی کوشش کی ہے کہ افریقہ میں اسلام کی روز افزوں ترقی اور پیشقدمی عیسائیت کے لئے خسارہ یا نقصان کا موجب نہیں ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ افریقہ میں جو لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں وہ وہاں کے قدیمی مشرک اور توہم پرست طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی یہ کہ عیسائیوں میں سے کوئی بھی اسلام قبول نہیں کر رہا اور یہ کہ موجودہ پُرامن دور میں وہاں عیسائیت سردست اپنے آپ کو سنبھال کر رکھنے پر ہی اکتفا کر رہی ہے جب یہ پُرامن دور گذر جائے گا اور ہم اس صورت حال سے نپٹنے کے طریق معلوم کر لیں گے تو ایک دفعہ پھر عیسائیت آگے بڑھنی شروع ہو جائے گی۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس وقت جبکہ اسلام کی پیشقدمی جاری ہے۔ عیسائیت کی پیشقدمی یکسر رُکی ہوئی ہے۔ اور وہ اپنی موجودہ پوزیشن کو بچانے اور اُسے قائم رکھنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے۔ یہ اعتراف ہی بجائے خود عیسائیت کی خطرناک شکست پر دال ہے۔ کیونکہ عیسائی صاحبان تو انیسویں صدی کے اواخر میں اپنے سیاسی غلبہ و استیلاء کے بل بوتے پر یہ خواب دیکھ رہے تھے کہ بیسویں صدی شروع ہوتے ہی ایک افریقہ کیا ساری دنیا کو عیسائیت کا حلقہ بگوش بنا لیں گے۔ چنانچہ اُس زمانہ میں اُن کی طرف سے جو تعلی آمیز اعلان ہوا کرتے تھے۔ وہ آج تک کانوں میں گونج رہے ہیں اور خود ان کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔

مزید برآں برطانیہ کے لاٹ پادری صاحب کا یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ افریقہ میں جو لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں وہ تمام تر افریقہ کے مشرک اور توہم پرست طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر یہ بات درست ہے تو عیسائی دنیا میں اس بات پر آئے دن واویلا کیوں ہوتا رہتا ہے کہ دنیا میں عیسائیوں کی آبادی دن بدن گر رہی ہے اگر افریقہ میں عیسائیت نے اپنے آپ کو سنبھالا ہوا ہے تو دنیا میں عیسائیوں کی تعداد میں کمی کیوں واقع ہو رہی ہے؟ ایسی صورت میں اضافہ نہ سہی تعداد برقرار تو رہنی چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ عیسائیوں کی تعداد بڑی تیزی سے گر رہی ہے۔ اور اس پر دنیا بھر کے عیسائی حلقے بہت زیادہ فکرمند اور مشوش ہیں اور اس تشویش کا اظہار زیادہ تر افریقہ کے عیسائی پادریوں کی طرف سے ہی کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ نائیجریا کے مشہور اخبار ’’ڈیلی ٹائمز‘‘ نے اپنی ۹ دسمبر ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں لیگس کے بشپ دی رائٹ ریورنڈ اے ڈبلیو ہاولز (A.W. Howells) کے ایک بیان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا:۔

’’لیگس کے بشپ دی رائٹ ریورنڈ اے۔ ڈبلیو۔ ہاولز کا بیان ہے کہ دنیا میں عیسائی آبادی کا تناسب دن بدن گر رہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ گزشتہ ۱۹۵۰ء میں دنیا کی مجموعی آبادی میں عیسائیوں کا تناسب ۳۳ فی صدی تھا۔ ۱۹۶۱ء میں یہ تناسب گر کر ۳۱ فیصدی رہ گیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر انحطاط کی یہ کیفیت اسی طرح جاری رہی تو ۲۰۰۰ء تک دنیا میں عیسائی آبادی کا تناسب گرتے گرتے صرف ۲۰ فیصد رہ جائیگا۔‘‘

ابھی پرسوں نہیں انہی دنوں نائیجریا کے ایک عیسائی اخبار میں ایک نامہ نگار کا مضمون شائع ہوا جس میں اس نے بشپ ہاولز کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے برملا یہ لکھا کہ:۔

’’عیسائی آبادی کے تناسب میں بتدریج رونما ہونیوالے انحطاط کے نتیجہ میں ایک دن ایسا بھی آسکتا ہے کہ جب ہم یہ معلوم کرنے پر مجبور ہوں کہ نائیجریا (مغربی افریقہ) سے عیسائیت کا نام و نشان تک مٹ چکا ہے۔‘‘ (بحوالہ دی رکارڈ لیگس ۱۴؍دسمبر ۱۹۶۲ء)

خاص افریقہ کے تعلق میں خود عیسائیوں کے یہ واضح اعتراف اس امر پر گواہ ہیں کہ افریقہ میں اسلام کی پیشقدمی کی وجہ سے عیسائیت بُری طرح پسپا ہو رہی ہے اور برطانیہ کے لاٹ پادری ڈاکٹر رامزے کے اس بیان میں قطعاً کوئی صداقت نہیں ہے کہ افریقہ میں اسلام کی پیشقدمی عیسائیت کے لئے کسی خسارہ یا نقصان کا موجب نہیں ہے کیونکہ صرف افریقہ کے قدیمی مشرک اور توہم پرست طبقے ہی اسلام قبول کر رہے ہیں نہ کہ وہاں کے عیسائی باشندے۔ ان کا یہ بیان ڈوبتے ہوؤں کو تسلا دیکر انہیں ایک موہوم سہارا دینے کی ناکام کوشش سے زیادہ اور کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ حقیقت یہ ہے کہ آج حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کردہ علم کلام کی برکت اور جماعت احمدیہ کے سرفروش مجاہدین اسلام کی عظیم الشان کوششوں کے نتیجے میں خدائی تقدیر کے مطابق افریقہ کے براعظم سے عیسائیت کی صف لپیٹی جا رہی ہے اور وہ افریقی باشندے جو پہلے عیسائیت کے چنگل میں گرفتار ہو گئے تھے اب اسے خیر باد کہہ کر اسلام کی عافیت بخش آغوش میں آ رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں ہے کہ جب افریقہ میں صرف ایک ہی مذہب یعنی اسلام اور صرف ایک ہی پیشوا ہو۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]

سے خبر پاکر پہلے ہی فرما گئے ہیں :۔

"اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اس (خدا) کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر غلبہ بخشے گا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب (اسلام) اور اس سلسلہ (احمدیہ) میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"

(تذکرۃ الشہادتین)

ولادتیں

۱۔ میرے بڑے بھائی مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب ایم۔ اے پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۳؍۵؍۶۳ کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے احباب کرام سے خدمت نومولود کی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اہلیہ مولوی محمد حنیف لقا پوری
از قادیان

۲۔ میرے برادر نسبتی مکرم فضل احمد صاحب اوورسیر سرینگر کو اللہ تعالیٰ نے بتاریخ ۷ رمئی پہلا لڑکا عطا فرمایا۔ نومولود بابو تاج الدین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کا پوتا اور منشی عبدالرحمٰن صاحب ٹھیکیدار جیبی کا نواسہ ہے۔ عزیز بچہ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر و خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار حکیم محمد سعید انچارج ڈسپنسری گیلا ... کشمیر

نوٹ :۔ مکرم حکیم صاحب ... اس تقریب پر مبلغ ... روپے ... مرکز میں بھیجنے کا بھی ذکر کیا ہے ... اللہ احسن الجزاء

خبریں

امرتسر ۲ رجون۔ آج پٹھانکوٹ کے مغرب میں ۵ میل کے فاصلہ پر سرنا ریلوے سٹیشن سے نصف میل دور انڈین ایئر لائنز کارپوریشن کے ایک ڈکوٹہ ہوائی جہاز کو کشمیر جاتے ہوئے خوفناک حادثہ پیش آیا۔ جس کے نتیجہ طور پر اس ہوائی جہاز میں سوار ۲۵ مسافر اور ہوائی جہاز کے عملہ کے چار ممبر ہلاک ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ہوائی جہاز کو اڑان کے کچھ دیر بعد اچانک آگ لگ گئی یعنی جبکہ ایک بجے اچانک اسے آگ لگ گئی۔ ہلاک شدگان میں ۱۵ سے زائد غیر ملکی تھے۔ اس حادثہ کی اطلاع ملتے ہی نئی دہلی سے اسی وقت کیپٹن جے۔ ایم۔ راجکمار چیف آپریشن اینڈ پلاننگ منیجر، کیپٹن آر۔ پی ہیوڈ لوکل ایریا منیجر دہلی، مسٹر وائی۔ آر ملہوترہ ڈائرکٹر ایئر سیفٹی اور دیگر اعلیٰ افسران ہوائی جہاز کے ذریعہ پٹھانکوٹ روانہ ہو گئے۔ امرتسر سے بھی ٹریفک افسر شری آر۔ سی۔ بجاج۔ شری۔ ایس۔ پی پوری انجینئر اور شری ورما جائے حادثہ کو روانہ ہو گئے ہیں۔ کہ ہلاک شدگان میں گور دوارہ امرتسر کے مشہور سرکردہ بیوپاری شری کندن لال کھنہ عمر ۷۰ سال اور ان کا نوجوان لڑکا رمیش عمر ۲۰ سال بھی شامل ہیں۔ جن کے ماتم میں آج امرتسر کی شالی مارکیٹ بند کر دی گئی۔

چنڈی گڑھ ۳ رجون۔ پنجاب سرکار نے صوبہ کے تمام بڑے شہروں میں جن کی آبادی پچیس ہزار یا اس سے زیادہ ہے۔ کھانڈ کا راشن سسٹم فوری طور پر شروع کر دیا ہے۔ اس امر کا اعلان آج پنجاب کے وزیر سپلائی و خوراک شری موہن لال نے کیا۔ آپ نے کہا کہ ان شہروں میں کھانڈ پیدا کرنے والوں کی ایسوسی ایشنوں کی وساطت سے فروخت کی جائے گی۔ اور راشن کارڈوں پر سوا کلو فی کس ماہوار کے کوٹہ کے حساب سے ملا کرے گی۔ آپ نے کہا کہ یہ قدم صوبہ میں کھانڈ کی قلت کو روکنے کے مقصد سے اٹھایا گیا ہے۔ شری موہن لال نے ان شہروں میں کھانڈ کی قلت کے لئے کھانڈ کے ڈیلروں کو ذمہ دار ٹھہرایا اور کہا کہ اس امر کی اطلاعات ملی ہیں کہ کھانڈ کے ڈیلر کھانڈ کی تقسیم کے معاملہ میں ہیرا پھیری اور بدعنوانیاں کرتے ہیں۔ سٹاک روک لیتے ہیں۔ اور کھانڈ مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں۔ اس لئے حکومت شہری علاقوں میں کھانڈ کی تقسیم پر کنٹرول لاگو کرنے پر مجبور ہو گئی ہے۔

واشنگٹن ۳ رجون معلوم ہوا ہے کہ راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن اور امریکہ کے صدر کینیڈی کی دو ملاقاتوں میں بھارت اور امریکہ کے تعلقات اور بھارت پر چینی حملہ سے پیدا ہونے والی صورت حال پر بات چیت ہوگی۔ ان کی ملاقاتوں کے وقت کوئی سفیر موجود نہیں ہوگا۔ راشٹرپتی کی حیثیت میں آپ صدر کینیڈی سے پہلی بار ملیں گے۔ لیکن اب راشٹرپتی کے طور پر آپ ایک بار پہلے بھی ان سے مل چکے ہیں اس وقت مسٹر کینیڈی محض امریکن سینٹ کے ممبر تھے۔ پتہ چلا ہے کہ صدر کینیڈی ڈاکٹر رادھا کرشنن کے ساتھ بات چیت کے موقع کا دلچسپی سے انتظار کر رہے ہیں۔ وہ اس تبادلۂ خیالات کو عالمی سیاست میں بھارت کا کردار جاننے اور بھارت کے تئیں امریکہ کی قطعی پالیسیاں وضع کرنے کیلئے استعمال کرنا چاہتے ہیں وہ اس بات چیت کے بعد ان امور کے متعلق اپنے قطعی نظریات قائم کر سکیں گے۔

پٹیالہ ۳ رجون۔ (خاص نامہ نگار سے بذریعہ تار) عالمی ادارہ صحت کے گلڑوں کے ماہر ڈاکٹر وی سی اپکنگھ نے بیان انکشاف کیا کہ بھارت میں دیہات کی ایک تہائی آبادی گلڑوں کے مرض میں مبتلا ہے۔ اور اس مرض کی روک تھام کے لئے مؤثر اقدامات نہ کئے گئے۔ تو بھارت کی صنعتی ترقی کے پروگرام پر بہت بُرا اثر پڑے گا۔ اس کے علاوہ اس سے دفاعی مسئلہ بھی پیدا ہو جائے گا۔ کیونکہ گلڑوں کی بیماری کا زیادہ زور پنجاب اور راجستھان کے دیہات میں ہی ہے۔ جو کہ سب سے زیادہ بھرتی دینے والے صوبے ہیں۔

چنڈی گڑھ ۳ رجون (بذریعہ ٹیلیفون خاص نامہ نگار سے) کالکا سے کچھ میل کے فاصلہ پر شملہ جانے والی سڑک پر کوئلہ کے ایک بہت بڑے ذخیرہ کا سراغ ملا ہے۔ بھارت سرکار کے محکمہ جیالوجیکل سروے نے اس کا ارضیاتی سروے شروع کر دیا ہے۔ ماہرین کا اندازہ ہے کہ یہاں سے ۳ کروڑ ٹن کوئلہ دستیاب ہو سکے گا۔ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ کوئلہ کچھ گھٹیا قسم کا ہے اور اسے مغربی بنگال اور بہار کے کوئلہ کے ساتھ ملا کر ہی استعمال کیا جا سکے گا۔

لندن ۳ رجون۔ یہاں کے اخبارات میں یہ خبریں نمایاں طور پر شائع ہوئی ہیں کہ بھارت کی سرحد سے ملنے والے چین کے صوبہ سنکیانگ میں لوگوں نے چین سرکار کے خلاف مکمل بغاوت کر دی ہے۔ باغی چینی فوجوں کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں اور انہوں نے بھارت کی سرحد کی طرف آنے والی تمام سڑکیں اور ریل توڑ دی ہیں۔ چینی فوجوں کو باغیوں کو دبانے میں بہت مشکل پیش آرہی ہے۔ کیونکہ صوبہ کی ساری آبادی باغیوں کی پشت پر ہے اس خطہ میں پہلے بھی کئی بغاوتیں ہو چکی ہیں لیکن اس بار جو بغاوت ہوئی ہے وہ زیادہ منظم اور شدید بھی جا رہی ہے۔ گزشتہ سال اکتوبر میں جب چین نے بھارت پر حملہ کیا تھا۔ تب بھی سنکیانگ کے لوگوں نے چین کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر دیا تھا۔ اور روس کی سپلائی لائنیں مسدود کر دی تھیں۔ اور بعض حلقوں نے تو یہاں تک کہا تھا کہ چینی سنکیانگ کی بغاوت کی وجہ سے ہی یکطرفہ جنگ بندی کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ بتایا گیا ہے کہ چین نے باغیوں کے مقابلہ کے لئے مزید فوجیں سنکیانگ بھیجی دی ہیں ... اور باغیوں کے درمیان کئی مقامات پر خونریز تصادم ہوئے ہیں۔

گنگٹوک ۳ رجون۔ معتبر ذرائع سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق چینی فوجی حکام نے سکم اور بھوٹان کے قریب وادی چومبی میں ۲۰ ہزار فوج پر مشتمل ۴ ڈویژن فوج جمع کر دی ہے۔ اور یہ بھارہ ہتھیاروں سے مسلح ہے۔ بتایا گیا ہے کہ چینی فوجیں اب دکھنی سیکٹر میں رچی گانگ بیپسی تھانگ۔ چومبی تھانگ اور تاتونگ وادی کے درمیان تعینات ہیں سکم اور تبت سرحد کے درہ ناتھولا اور جیلپ لا سے صرف ½ میل دور چینی فوجیں اکٹھی ہو رہی ہیں۔ واقف کار حلقوں نے کہا ہے کہ سرحد پار چینی فوجوں نے اس لئے بارودی سرنگیں بچھا دی ہیں تاکہ اس علاقہ میں چینی حملہ کے وقت بھارت کی جوابی کارروائی کا مقابلہ کیا جا سکے۔

پٹھانکوٹ ۲ جون۔ پنجاب کے وزیر داخلہ مسٹر موہن لال نے کل یہاں اخبار نمائندوں کو بتایا کہ پنجاب کے میونسپل شہروں میں لوگوں کو راشن کارڈوں پر کھانڈ تقسیم اس ہفتہ سے شروع کی جا رہی ہے۔ یہ اقدام صوبہ میں کھانڈ کی قلت کا مقابلہ کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔

پونہ ۳ رجون۔ موسمی پیشگوئی کرنے والے ماہرین کا بیان ہے کہ اس سال برسات کافی زور دار ہوگی کیرالہ میں برسات شروع ہو چکی ہے۔ اور مشرقی خطہ میں اسی دن تک شروع ہونے کا امکان ہے۔ کچھ دن ہوئے دہلی اور پنجاب کے بارے میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ یہاں جون کے آخر میں یا جولائی کے شروع میں برسات شروع ہوگی۔ دریں اثنا پنجاب میں گرمی کی شدت روز بروز بڑھ رہی ہے